سیرۃ الرسول
صلی اللہ علیہ وسلم
حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہٗ
ترجمہ
جناب خلیفہ محمد عاقل صاحب
دارالاشاعت
اردو بازار، کراچی ۱ فون ۲۶۳۱۸۶۱

فہرست مضامین

نذرِ عقیدت

مصحف کا ایک صفحہ جبیں ہے جناب کی
تقریظ حق نے لکھی ہے اپنی کتاب کی

مصنّفین کا دستور ہے کہ اپنی تصنیف کو کسی اپنے بزرگ کے نام پر نامزد کرکے تبرک حاصل کرتے ہیں۔ یہ ناکارہ اپنے سیاہ کئے ہوئے ان اوراق کو بھی مربیّ حاکم صلے اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک پر نام زد کرکے شفاعت و نجات کا امیدوار ہوتا ہے۔ ع

خاشاک بیں کہ بر دل دریا گذر کند

بندہ محمد عاقل سیکروی

محرم الحرام ۱۳۵۸ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ، امابعد سید الاولین و الآخرین امام الانبیاء و المرسلین محبوب دوعالم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات طیبات' آپؐ کے اخلاق و عادات' آپؐ کی سوانح عمری ایک ایسی چیز ہے کہ کوئی مسلمان اس سے غافل رہ کر مسلمان کہلانیکا مستحق نہیں ہوسکتا' اس لئے ہر زمانہ اور ہر ملک اور ہر زبان میں اس مبارک موضوع پر بڑی چھوٹی کتابیں لکھی گئی ہیں' اور ہنوز ع ما ہمچناں دراول وصفِ تو ماندہ ایم'' کا عالم ہے۔

اسی سلسلہ کی ایک کڑی قطب عالم مجدّد وقت محدث الہند حضرت شاہ ولی اللہ قدس اللہ سرّہٗ کا رسالہ سرورالمحزون بھی ہے جس کی پوری حقیقت اور خصوصیات کے ادراک کے لئے تو بڑے علم کی ضرورت ہے' لیکن اتنا ہر دیکھنے والا سمجھتا ہے کہ دریا کو ایک کوزے میں بند کر دیا ہے۔ کیسا ہی مشغول و کاروباری آدمی ہو اس سے صرف ایک مجلس میں بہت آسانی سے اپنے قلب کو منوّر کر سکتا ہے۔ اس اختصار کے ساتھ جامعیت کا یہ حال ہے کہ تقریباً ضروری واقعہ کوئی نہیں چھوڑا گیا۔

اس کی فارسی گو مشکل نہیں مگر واقعات کچھ شرح طلب ضرور ہیں۔ اس لئے ناکارۂ خلائق کو خیال آیا کہ اس کا مختصر ترجمہ اردو میں کر دے تاکہ عام اردو خواں مسلمان مرد و عورت' بچّے اور بوڑھے اس کتاب کے ذریعہ اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ سے ایک حد تک واقف ہو جائیں شاید اس مفت کی خدمت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوانح نگاروں کی فہرست میں کسی گوشہ پر اس ناکارہ کا نام بھی آجاوے' اور یہی اس کے لئے نجات کا سبب بن جاوے' حق تعالیٰ اس ترجمہ کو بھی اصل رسالہ کی طرح

مقبول و مفید بنادے ۔ آمین '

خصوصیات ترجمہ

(۱) اس ترجمہ میں اگرچہ لفظی ترجمہ کی رعایت نہیں رکھی گئی ' لیکن اس کا پورا اہتمام کیا گیا ہے کہ حضرت شاہ صاحب قدس سرہٗ کے مضمون میں کوئی کمی بیشی نہ ہو اور یہ امانت بجنسہٖ تمام مسلمانوں تک ان کی زبان میں پہنچ جائے (۲) جس جگہ واقعہ کے اجمال یا کسی اور سبب سے غلط فہمی کا اندیشہ تھا وہاں حاشیہ پر اس کی توضیح کر دی گئی ہے (۳) مشکل لغات اور مقامات وغیرہ کے ناموں کی بھی تشریح کر دی گئی ہے ۔

جو حضرات اس ترجمہ سے فائدہ حاصل کریں وہ میرے استاد مولانا محمد یٰسین صاحبؒ سابق مدرس دارالعلوم دیوبند اور اس ناکارہ کو دعائے خیر میں یاد رکھیں ۔'

محمد عاقل

سابق مدرس فارسی دارالعلوم دیوبند

مختصر سوانح حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلویؒ

آفتاب رشد وہدایت حضرت شاہ ولی اللہ ابن مولائی شیخ عبدالرحیم بن شیخ وجیہ الدین رحمتہ اللہ علیہم عربی النسل قریشی خاندان کے چشم وچراغ تھے۔ آپ کی پندرہویں پشت کے دادا شیخ شمس الدین مفتی رحمتہ اللہ علیہ مقام رہتک میں جو اس وقت معراج ترقی پر پہنچا ہوا تھا مقیم ہوئے۔ اور آپ کی چند نسلیں اسی منصبِ قضا پر وہیں گزریں، آپ کی ساتویں پشت شیخ محمود نے منصبِ قضا سے کنارہ کش ہوکر ملازمت شاہی اختیار فرمائی اور پھر آبائی سلسلہ ہوگیا اخیر میں شیخ وجیہ الدین شہید رحمتہ اللہ علیہ جد امجد حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ بھی ملازم فوج شاہی تھے اور غالباً" سلسلہ ملازمت کی وجہ ہی سے دہلی قیام گاہ بنا، غرض حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ جناب مخدومی شیخ صاحب کی دختر نیک اختر کے بطن مبارک سے ۴ شوال ۱۱۱۴ھ یوم چہارشنبہ بوقت طلوع آفتاب کے وقت اپنے ننھیالی قصبہ پھلت (ضلع مظفر نگر) میں تولد ہوئے اور عمر کی چار برس طے کرنے کے بعد پانچویں سال قرآن مجید پڑھنے کے لئے آپ کو مکتب میں بٹھا دیا گیا۔ اس ہونہار فرزند نے، ساتویں سال ہی قرآن مجید ختم کرلیا اور ضروری ارکان و فرائض بھی اسی مختصر زمانہ میں ساتھ ساتھ سیکھ لئے، ابھی ساتواں سال بھی ختم نہیں ہوا تھا کہ فارسی کی کتابیں شروع کرادی گئیں، ایک ہی سال میں فارسی درسی کتب سے فراغت حاصل کرکے عربی صرف و نحو کے مسائل میں مشغول ہوگئے۔ اور جب (۱۰) دسویں سال میں قدم رکھا تو اس وقت آپ شرح ملاجامی پڑھتے تھے۔ مختصر یہ کہ تیرہ سال کی عمر میں یہ باکمال علم کی معراج کمال پر پہنچ گیا، اور قلیل مدت اور چھوٹی سی عمر میں وہ کمال اور ملکہ پیدا کیا کہ آپ کا شمار اہل کمال کے زمرہ میں ہونے لگا۔

چودھواں سال شروع ہی تھا کہ آپ کے والد ماجد نے آپ کی شادی[1] کر دی اور اسی سال دستارِ فضیلت آپ کے فرقِ مبارک پر رکھ کر درس عالم کی اجازت فرمادی ' آپ نے اجازت و سند حاصل کرنے کے بعد بغیر امداد استاد کتب بینی شروع کر دی اور اس میں اس قدر منہمک ہوئے کہ رات دن مطالعہ میں مشغول رہتے اور بقدر ضرورت کھاپی لیا کرتے ' سترہویں سال کی ابتدا ہی تھی کہ والد ماجد کا وصال ہوگیا ' ان کے انتقال کے بعد آپ نے کتب دینیہ و عقلیہ کا درس دینا شروع کیا اور ہر علم میں شہرۂ آفاق اور علماً و عملاً مسلم الثبوت استاد مان لئے گئے ' بڑے بڑے ماہرینِ فن آپ کی شاگردی کو مایۂ فخر سمجھنے لگے مدرسہ رحیمیہ میں جس کی بنیاد آپ کے والد ماجد ڈال گئے تھے پورے بارہ برس کامل انہماک کے ساتھ درس وتدریس میں مشغول رہنے کے بعد ۱۱۴۳ھ میں زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے اور کامل ایک سال مجاورت مکّہ مکرمہ سے سعادت اندوز رہے اور آرام گاہِ سرکارِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی مجاورت سے وہ فیوض اور برکات حاصل کئے کہ ع

دلِ او واندو او واندو واند دلِ او

ان واقعات کی تکمیل کے بعد عرب کے بڑے علماء اور صلحاء شیخ ابو طاہر قدس سرّہٗ شیخ محمد وفد اللہ بن محمد بن سلمان اور شیخ احمد شناوی و شیخ احمد قشاشی و سید عبدالرحمن ادریسی مشہور بہ مجوب و شیخ شمس الدین محمد بن علاء یاطلی و شیخ

---

[1] روایات سے پتہ چلتا ہے کہ شاہ صاحب کی شادی مولانا شاہ عبدالحیٔ بڈھانوی کے خاندان میں ہوئی اور وہاں پر آپ کے چھوٹے صاحبزادے محمد حیٔ کا مزار بھی ہے ' نیز پتہ چلتا ہے کہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے چند سال قصبہ بڈھانہ میں درس حدیث بھی دیا ہے۔ ۱۲-

عیسیٰ جعفری مغربی و شیخ ابراہیم کردی۔ وغیرہ وغیرہ سے سنداتِ حدیث اور خرقۂ صوفیہ حاصل فرمائے اور ۱۱۴۴ھ میں مکرر ارکان حج ادا فرماکر ۱۱۴۵ھ میں وطن مالوف[1] کی طرف رجعت فرمائی اور ۱۴رجب روز جمعہ رونق افروز دہلی ہوئے اور اپنے سابقہ مشغلۂ تدریس میں مشغول ہوگئے۔ غرض یہ ہے کہ حضرت شاہ صاحبؒ کا علوم متداولہ میں وہ پایہ ہے جس کا بیان کرنا طاقت انسان سے باہر ہے' اور فنون عقلیہ میں وہ دستگاہ حاصل تھی کہ دوسروں کو اس کا عشر عشیر بھی نصیب نہ تھا اور فنِ حدیث میں تو مقتدائے عصر اور مجتہدِ زمانہ شمار کیے جاتے تھے' آپ کے علم وعمل کا شہرہ ہندوستان سے لے کر عرب و عجم تک آپ کی ہردلعزیزی کا سبب بنا ہوا تھا۔ آپ کی درسگاہ علم حدیث و تفسیر کا مخزن اور حنفیہ فقہ کا سرچشمہ تھا۔

مختصر یہ ہے کہ آپ ہی کی وہ ذات والاصفات ہے جس کے سبب سے ہندوستان میں علم کے دریا نے جاری ہوکر تمام ملکوں کو سیراب کیا اور کررہا ہے آپ نے فارسی اور عربی زبانوں میں مختلف فنون کی کتابیں تصنیف فرمائیں جو اپنی نظیر آپ ہیں' اکیاون (۵۱) کتابوں کی فہرست مؤلف حیات ولی نے شمار کرائی ہے۔

جس طرح آپ علم ظاہری میں مجتہد وقت اور فخرِ عصر تسلیم کرلئے گئے تھے اسی طرح علمِ باطنیہ میں بھی آپ کا مرتبہ بے حد بلند تھا' چنانچہ آپ کے والد ماجد نے جہاں سترہویں سال درس وتدریس کی اجازت مرحمت فرمائی تھی آپ کی استعداد باطنیہ کو دیکھ کر بیعت ارشاد کی اجازت بھی عطا فرمادی تھی' جس

---

[1] روایات سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ قصبہ پھلت ضلع مظفر نگر جو آپ کی ننھیال تھی' عرصہ تک مقیم رہے اور اسی کو اصل وطن قرار دیا ۱۲۔

طرح آپ نے کاملینِ فن سے تحصیلِ کمال کیا تھا' اسی طرح آپ نے صوفیائے کرام کے خاص خاص کاملین کو چن کر ان کی صحبت میں عرفان کے اعلیٰ مدارج بھی طے کرلئے تھے' اور منجملہ ان کے جب شیخ ابوطاہر مدنی نے روایتِ حدیث سے معزز فرمایا تو آپ کو اپنے خرقۂ مبارک سے بھی زینت دی جو تمام صوفیوں کے خرقوں کا حاوی اور جامع تھا' آپ طُرُقِ اربعہ یعنی نقشبندیہ' قادریہ' چشتیہ' سہروردیہ کے ساتھ مُساوی نسبت رکھتے تھے' ۱۱۷۶ھ میں تریسٹھ ویں سال چند روز معمولی بیمار رہ کر عازم سفر آخرت ہوئے' اور پرانی دہلی میں جو مہندیوں کے نام سے مشہور ہے جس جگہ آپ کا مدفن ہے' اس کی داہنی طرف آپ کے والد ماجد شاہ عبدالرحیم صاحب رحمتہ اللہ علیہ اور بائیں طرف فرزند رشید حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا مزار مبارک ہے' آپ نے چار فرزند مشہور اور نامور چھوڑے' حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب' حضرت شاہ رفیع الدین' حضرت شاہ عبدالقادر اور حضرت شاہ عبدالغنی رحمتہ اللہ علیہم۔

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

شکر ہے خدائے بزرگ و برتر کا جو عطا کے دروازوں کا کھولنے والا اور سچائی کے خلعتوں کا بخشنے والا ہے' اور درود اور سلام پیغامبر عالی مقام جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو متلاشیانِ راہِ ہدایت کے لئے ہادیٔ اعظم اور حدِ فرمان سے گذرنے والوں پر خدائی حجت ہیں' اور درود و سلام آنحضرتؐ کی آلِ مکرم اور اصحابِ محترم رضی اللہ عنہم اجمعین پر جنہوں نے تاقیامت سنت کو زندہ فرمایا ہے۔

وجہ تصنیف فقیر ولی اللہ بن عبدالرحیم دہلوی (اللہ تعالیٰ ان دونوں کا دنیا اور آخرت میں کفیل ہو) عرض کرتا ہے کہ بعض مخلص احباء[1] اور بزرگ عقلاء نے (توفیق دے اللہ ان کو اپنے پسندیدہ کاموں کی اور ان سے راضی ہو اور بنادے ان کا ٹھکانا درجات عالیہ میں) نور العیون فی تلخیص سیر الامین المامون مؤلفہ علامۂ زمان شیخ ابوالفتح محمد بن محمد الشتہر بسیدالناس قدس سرہ کے ترجمہ کی خواہش ظاہر کی' تعمیل کے سوا چارہ نہ دیکھا۔

بعض مواقع میں مصنف علیہ الرحمتہ نے کسی ضعیف روایت کو اختیار کرلیا تھا' یا اسی قسم کے دوسرے اسباب کی وجہ سے کچھ تغیر و تبدل کرنا پڑا' اللہ میری اوران کی طرف سے اس کو قبول فرمائے' اور اپنی ذات کریم کے لئے اس کو خالص بنادے' اس لئے کہ وہ قریب ہے اور دعاؤں کا قبول کرنے والا اور مہربان اور رحیم ہے۔ اور میں نے اس کا نام سرور المحزون فی ترجمتہ نورالعیون رکھا ہے' (اور احقر مترجم نے اس کا نام طباعت اول میں ظہور المحزون رکھا تھا جو بوجہ تفہیم عوام "سیرت الرسولؐ" کر دیا گیا۔

---

[1] مثلاً حضرت مرزا جانجاناں قدس اللہ سرہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب نامہ

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلۂ نسب یہ ہے:

محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قُصَیّ بن کلاب بن مُرّہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان، یہاں تک کا نسب متفق علیہ ہے، اور اس کے بعد حضرت آدم علیہ السلام تک بہت سے اختلافات ہیں۔

اور والدہ ماجدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرّہ ہیں۔

ولادت باسعادت: جس سال واقعہ اصحاب[1] فیل پیش آیا اسی سال ماہ ربیع الاوّل میں دوشنبہ کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت[2] ہوئی۔ جمہور کے نزدیک یہی قول صحیح ہے، البتہ تاریخ ولادت کی تعیین میں اختلاف ہے، بعض نے دوسری اور بعض نے تیسری اور بعض نے بارہویں تاریخ بیان کی ہے، نیز اس کے علاوہ اور اقوال بھی ہیں۔

---

[1] اصحابِ فیل کا واقعہ یہ ہے کہ ابرہہ بادشاہ حبشہ نے اپنے یہاں ایک نقلی کعبہ صنعا (یمن) میں بنایا تھا اسکی عظمت بڑھانے کیلئے بیت اللہ کو منہدم کرنے کے واسطے اپنی بے شا. فوج اور بہت سے ہاتھیوں سے حملہ آور ہوا اللہ تعالیٰ نے اسکی فوج کو چھوٹے چھوٹے پرندوں کے ذریعہ کنکریوں سے ہلاک کرادیا ۱۲

[2] حضرت آمنہ ؓ فرماتی ہیں کہ حضرت ﷺ کی ولادت کے بعد آسمان سے ایک سفید بادل اترا اور اس بادل نے آنحضرت ﷺ کو اٹھالیا اور میری آنکھوں سے غائب ہوگئے اور میں نے ایک آواز سنی کہ کوئی کہتا ہے کہ انکو مشرق و مغرب کی تمام حدود میں پھرالاؤ تاکہ سب انکو مع صفات کے پہچان لیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شبِ ولادت میں کسریٰ کے محل میں ایسا زلزلہ آیا، کہ اس کی آواز تک سنائی دی، اور چودہ کنگرے محل کسریٰ کے گر پڑے، اور آتش کدۂ فارس کی آگ جو ہزار سال سے روشن تھی بجھ گئی۔ اور چشمہ ساوہ[1] خشک ہوگیا،

رضاعت و طفولیت: اور حلیمہ بنت ابی ذو یب نے حضورؐ کو[2] دودھ پلایا اور حضرت حلیمہؓ کے پاس رہنے کے زمانے میں (دو فرشتوں) نے حضورؐ کا[3] سینہ اقدس شق کرکے نصیب شیطان جدا کرکے دانش ایمان سے لبریز کیا اور ثوبیہ کنیز ابولہب نے بھی حضورؐ کو دودھ پلایا،

ف، ہر انسان میں خلقتاً" دو مادّے ہوتے ہیں، جن میں سے ایک کے ذریعہ ملکوتی آثار قبول کرتا ہے اور دوسرے سے شیطانی اثرات، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر سے وہ مادّہ جدا کردیا گیا جو شیطانی اثرات قبول کرنے کا سبب ہوتا ہے۔

---

[1] ساوہ عراق عجم میں ایک شہر کا نام ہے اس میں ایک نہر تھی جس میں آتش پرست ولادت کے وقت اپنے بچوں کو نہلایا کرتے تھے ۱۲۔ قرۃ العیون صفحہ ۴۲ جلد اول،

[2] تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ سب سے پہلے تین یوم والدہ ماجدہ نے دودھ پلایا اور پھر کچھ عرصہ بعد حضرت ثوبیہؓ نے قبل از حلیمہ پھر حضرت حلیمہ اپنے ہمراہ لے گئیں، آپ ایک داہنی پستان سے دودھ نوش فرماتے اور بائیں پستان اپنے رضاعی بھائی عبداللہ ابن الحرث فرزند حضرت حلیمہ کے لئے چھوڑ دیتے اور حضرت حلیمہ کی صاحبزادی شیماء آپ کو کھلایا بہلایا کرتی تھیں (قرۃ العیون) صفحہ ۵۲، ۵۳ جلد اول،

[3] شق سینہ کا واقعہ یہ ہے کہ ایام رضاعت کے بعد حضرت حلیمہ حضور کو والدہ ماجدہ کی خدمت میں پہنچا آئیں، مگر آپ کی خیر و برکت کی وجہ سے واپس لے آئیں، دوبارہ تشریف آوری کے دو تین مہینہ بعد یہ واقعہ پیش آیا (قرۃ العیون صفحہ ۵۴) شق صدر چار مرتبہ ہوا ہے، پہلی مرتبہ جبکہ آپ صغر سن تھے، دوسری مرتبہ جبکہ سن مبارک دس برس کا تھا، تیسری مرتبہ عطائے نبوت کے وقت تاکہ تحمل وحی ہوسکے، چوتھے لیلۃ القدر میں (قرۃ العیون، ص ۱۱، جلد اول)

اور پرورش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ام یمن حبشیہ نے فرمائی جن کا نام برکہ تھا اور جو آپؐ کو اپنے والد ماجد سے میراث میں ملی تھیں، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم جوان ہوئے تو آنؓ کو آزاد کر دیا اور زید بن الحارثہ سے نکاح کر دیا اور ابھی تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت بھی نہ ہونے پائی تھی کہ والد ماجد کا انتقال ہو گیا، بعض کہتے ہیں کہ والد کے انتقال کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر دو مہینے اور بعض لکھتے ہیں سات مہینے کی، اور بعض کہتے ہیں دو سال چار مہینے کی تھی،

اور جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہوا اس وقت حضورؐ کی عمر بعض کے نزدیک چھ سال کی تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش آنحضرتؐ کے جد امجد عبد المطلب[۱] نے فرمائی اور جس وقت عمر شریف آٹھ سال دو ماہ دس یوم کی ہوئی آپؐ کے دادا عبد المطلب نے بھی وفات پائی، اور اب آنحضرتؐ کی پرورش کے کفیل ابو طالب[۲] ہوئے،

اور جب عمر شریف بارہ سال دو ماہ دس روز کی ہوئی، اپنے عم محترم ابو طالب کے ہمراہ ملک شام کا سفر کیا، جب شہر بصریٰ میں پہنچے، بحیرا راہب[۳]

---

[۱] آپ کے دادا بیحد آپ سے شفقت فرماتے تھے، آپ جب چاہتے انکے پاس چلے جاتے اور ان کی مسند پر جا بیٹھتے جس پر وہ کسی کو نہ بیٹھنے دیتے تھے ۱۲ قرۃ العیون صفحہ ۵۶ جلد اول،

[۲] ابو طالب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا ہیں، آپؐ کے کفیل پرورش ہونے کے بعد بغیر آپ کے کھانا نہ کھاتے تھے، اور چونکہ عیالدار تھے اور متمول بھی نہ تھے، جب کبھی آپؐ دستر خوان پر نہ ہوتے سیر نہ ہوتے اور آپ کی برکت سے سیراب ہو جاتے تھے ۱۲ قرۃ العیون ص ۵۵۷

[۳] راہب آتش پرستوں یا نصاریٰ کے پیشوا کو کہتے ہیں،

نے بعض علامتوں سے حضورؐ کو پہچان لیا' تو حضورؐ کے سامنے حاضر ہوا اور دست اقدس پکڑ کر کہا کہ یہ رسول رب العالمین ہے' اللہ تعالی ان کو مرتبہ نبوت عطا فرمائے گا' تاکہ آپؐ اہل عالم کے لئے رحمت ہوں' اور جس وقت آپ یہاں تشریف لائے تمام شجر و حجر آپ کے لئے سربسجود ہوگئے' اور شجر و حجر سوائے پیغمبر کے کسی کو سجدہ نہیں کرتے (اس سے پہچانا گیا کہ آپؐ رسول ہیں) نیز میں اپنی کتابوں میں ان کی صفات پاتا ہوں'

ف' یہ سجدہ ایک معنوی سجدہ تھا' جو انسانی سجدہ سے بالکل جدا ہے' علاوہ ازیں شجر و حجر ذوی العقول اور مکلّف نہیں' ان کے سربسجود ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ انسان کے لئے بھی سوائے خدا کے کسی کو سجدہ کرنا جائز ہو' خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے لئے اپنے آپ کو سجدہ کرنے سے قطعی ممانعت فرمادی ہے۔ (مشکوٰۃ)

بحیرا نے ابو طالب سے کہا کہ اگر حضورؐ کو آپ ملک شام میں لے جائیں گے تو یہود آپؐ کو شہید کر دیں گے' لہٰذا ابو طالب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ مکرمہ واپس فرمادیا'

(مکہ کی ایک متمول خاتون)

دوبارہ سفر شام: کچھ عرصہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہؓ کا مال فروخت فرمانے کے لئے ان کے غلام میسرہ کو ہمراہ لے کر دوبارہ

---

[1] آپ کے دادا بجد آپ سے شفقت فرماتے تھے' آپ جب چاہتے انکے پاس چلے جاتے اور ان کی مسند پر جا بیٹھتے جس پر وہ کسی کو نہ بیٹھنے دیتے تھے ۱۲ قرۃ العیون صفحہ ۵۶ جلد اول'

ملک شام تشریف لے گئے اور اس وقت حضرت خدیجہؓ حضورؐ کے عقد میں نہ آئی تھیں،

جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم داخلِ شام ہوئے تو ایک راہب[1] کے حجرے کے قریب ایک درخت کے نیچے فروکش ہوئے، اس راہب نے کہا کہ اس درخت کے نیچے سوائے پیغمبر کے کبھی کوئی قیام پذیر نہیں ہوا،

میسرہ کا بیان ہے کہ دوپہر کے وقت جب کہ گرمی بشدت ہوتی تھی تو دو فرشتے آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ کرتے تھے۔

عقد خدیجہؓ: اس سفر سے واپسی پر جبکہ سن شریف پچیس سال دوماہ دس روز کا تھا، حضرت خدیجہ بنت خویلد[2] سے عقد فرمایا، اس میں اس کے علاوہ بھی روایت ہے، اور پینتیس سال کی عمر میں تعمیر کعبہ[3] میں شرکت فرمائی اور دست اقدس سے حجراسود رکھا،

---

[1] اس راہب کا نام نسطورا تھا ۱۲

[2] وجہ عقد یہ ہوئی کہ جب سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے واپس تشریف لائے تو دوپہر کا وقت تھا اور حضرت خدیجہؓ چند عورتوں کے ساتھ کوٹھے پر بیٹھی ہوئی تھیں، دو (۲) پرندوں کو (جو دو فرشتے تھے) حضورؐ کے فرق مبارک پر سایہ کئے ہوئے تھے دیکھا، میسرہ سے دریافت کیا تو اس نے جس قدر حالات سفر میں مشاہدہ کئے تھے بیان کئے، خدیجہؓ کو حضورؐ سے عقد کرنیکی خواہش ہوئی اور اُمیہ بنت نفیسہ کو آپ کی خدمت میں پیغام دے کر بھیجا آپ راضی ہوگئے، دوسری روایت یہ ہے کہ خود حضرت خدیجہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پیغام دیا تھا ۱۲ قرۃ العیون صفحہ ۶۱ جلد اول

[3] یہ تعمیر کعبہ آٹھویں مرتبہ تھی سب سے پہلے فرشتوں نے بنایا، پھر آدم علیہ السلام نے، تیسری مرتبہ شیث علیہ السلام نے اور چوتھی مرتبہ حضرت خلیل اللہ نے اور پانچویں مرتبہ عمالقہ نے چھٹی مرتبہ جرہم نے ساتویں مرتبہ قصی بن کلاب نے آٹھویں مرتبہ قریش نے سرور کائنات علیہ السلام، قرۃ العیون ص ۶۳ جلد اول،

عطائے نبوتؐ

اور جس وقت عمر شریف چالیس سال ایک روز کی ہوئی اللہ تعالیٰ نے (فرماں برداروں کو) خوش خبری اور (نافرمانوں کو) ڈرانے کی صفات کے ساتھ منصب نبوت عطا فرمایا'

ف' عام قانون قدرت یہی ہے کہ نبوت چالیس سال کے بعد عطا کی جاتی ہے' تمام انبیاء علیہم السلام کو چالیس سال ہی کی عمر میں نبوت عطا ہوئی' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ظاہری طور پر منصب نبوت اس عمر میں عطا ہوا' اگرچہ حقیقتہً یہ عہدۂ جلیلہ آپؐ کو حضرت آدم علیہ السلام سے بھی پیشتر مل چکا تھا' جس کا تذکرہ معتبر احادیث میں ہے۔ (آپؐ غارِ حراء میں جاکر کئی کئی دن) تنہا فرو با کرتے تھے وہیں، پہلی وحی نازل ہوئی)
اور غار حرا میں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حاضر ہوکر فرمایا اقرأ یعنی پڑھیے' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جبرئیل علیہ السلام نے مجھ کو لپٹالیا' جس سے مجھ کو تکلیف ہونے لگی' پس مجھ کو چھوڑ دیا' اور پھر دوبارہ کہا اقراء میں نے پھر کہا کہ میں خواندہ نہیں ہوں' پھر مجھ کو لپٹایا' اور تیسری مرتبہ کہا اقرأ باسم تا مالم یعلم، اور یہی ابتدائے نبوت تھی'

اور بعضوں کے نزدیک یہ واقعہ آٹھویں ربیع الاول بروز دوشنبہ پیش آیا اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے احکام خداوندی کا اعلان ببانگ دہل فرمایا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قوم کی خیر خواہی حد درجہ فرماتے تھے' لیکن اہل

مکہ اپنی نادانیوں کی وجہ سے ایذائیں پہنچاتے تھے' یہاں تک کہ ایک پہاڑ کی گھاٹی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مع اہل بیت کے محصور کر دیا گیا' اور تین سال سے کچھ کم اس محاصرہ میں رہے' اور جس وقت اس محاصرہ سے باہر تشریف لائے تو اس وقت عمر شریف انچاس سال کی تھی۔

اس محاصرہ سے باہر آنے کے آٹھ مہینے اکیس یوم بعد جناب ابوطالب کا انتقال ہوگیا اور ان کے تین یوم بعد حضرت خدیجہؓ نے وفات[1] پائی۔

اور جس وقت سن مبارک پچاس سال تین ماہ پر پہنچا' نصیبین[2] کے جن خدمت میں حاضر ہوکر مشرف باسلام ہوئے' اور جس وقت عمر مبارک اکیاون سال نو مہینے کی ہوئی' اللہ تعالی نے معراج سے مشرف فرمایا' زمزم اور مقام ابراہیم کے درمیان اول بیت المقدس تشریف لے گئے' اور وہاں سے براق میں سوار ہوکر آسمانوں پر جلوہ فگن ہوئے' اور وہیں پانچوں نمازیں فرض ہوئیں۔

اور جب کہ عمر شریف ترپن سال کی ہوئی' آٹھویں ربیع الاول یوم دوشنبہ کو مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرمائی اور دوشنبہ[3] کے دن داخل مدینہ ہوئے' اور وہاں دس سال قیام فرمانے کے بعد وفات پائی'

---

[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان دونوں رفیقوں کی وفات سے سخت صدمہ ہوا اور اس سال کو عام الحزن یعنی غم کا سال فرمایا ۱۲

[2] نصیبین ایک شہر کا نام ہے اور ان جنوں کی تعداد نو یا سات تھی جن میں سے پانچ کے نام یہ ہیں :- ۱ منشی' ۲ ناشی' ۳ مشاصر' ۴ ماضرا' ۵ حقب ۱۲ قرۃ العیون حصہ اول جلد اول ص ۶۲

[3] یعنی اس سفر کی ابتداء جیسے روز دوشنبہ ہوئی تھی درمیانی کئی ہفتے گزار کر اختتام سفر بھی اسی روز مبارک میں واقع ہوا ۱۲

تاریخ ہائے مذکورہ میں علماء کے مختلف اقوال ہیں جو بڑی بڑی کتابوں میں درج ہیں۔

غزوات

اس مدت میں کل پچیس یا ستائیس غزوے ہیں، جن میں سے غزوۂ بدر، احد، خندق، قریظہ، بنی مصطلق، خیبر، طائف، سات غزووں میں جنگ کی نوبت آئی، اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ وادی القریٰ، غابہ، بنی نضیر میں جنگ واقع ہوئی، اور پچاس بعوث کی نوبت آئی، اور بعث[1] اس مہم کو کہتے ہیں کہ حضورؐ نے کسی جانب لشکر بھیج دیا ہو اور خود بہ نفس نفیس اس میں شرکت نہ فرمائی۔

حج اور عُمرے

حجۃ الوداع کے لئے دولت کدہ سے بروز دوشنبہ روانگی ہوئی، کنگھا کیا تیل لگایا، اور خوشبو جسم اقدس پر ملی، اور ذوالحلیفہ[2] میں قیام فرمایا، اور رات گذاری اور ارشاد فرمایا کہ میرے پروردگار کی جانب سے پیام آیا ہے، کہ اس وادی مبارک میں نماز ادا کرو اور کہہ عمرۃ في حجۃ جس کے معنی یہ ہیں کہ حج اور عمرہ دونوں کی نیت کرو۔ اور علم فقہ کی اصطلاح میں اس کو قِران کہتے ہیں۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کا احرام باندھا، اور اتوار کے دن صبح کے وقت کوہ کدا کی جانب سے داخل مکہ معظمہ ہوئے، اور طوافِ قدوم فرمایا،

---

[1] بعوث کو سریہ بھی کہتے ہیں ۲

[2] مدینہ طیبہ سے تقریباً تین میل کے فاصلہ پر ایک مقام ہے۔

ف، طواف قدوم وہ طواف ہے جو حجاج مکہ میں داخل ہونے کے وقت کرتے ہیں، اور یہ طواف واجب ہے۔

اور اس طواف میں آنحضرتؐ تین مرتبہ دوڑکر اور چار مرتبہ آہستہ چلے؛ اور اس کے بعد صفا (پہاڑی) کی جانب باہر تشریف لائے اور سوار ہوکر وسط وادی[1] میں دوڑے،

اور جو لوگ اپنے ہمراہ قربانی نہیں لائے ان کو حکم فرمایا کہ وہ حج کی نیت فسخ کردیں، اور عمرے کو تمام کریں، اور آپؐ نے کوہ حجون کی بلندی کی جانب سے نزول فرمایا، اور آٹھویں ذی الحجہ کو (جس کو یوم ترویہ کہتے ہیں) منیٰ میں تشریف لے گئے، اور وہاں ظہراور عصر اور مغرب و عشاء کی نمازیں ادا فرمائیں، اور رات بھی وہیں گذاری، اور نماز صبح ادا کرنے کے بعد آفتاب طلوع ہونے پر عرفات کی جانب روانہ ہوگئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہنچنے سے پہلے وادی نمرہ میں جو کہ وادی عرفات میں واقع ہے خیمہ قائم کردیا گیا، اس خیمہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا اور دوپہر کے بعد خطبہ ادا فرمایا، اور نماز ظہراور عصر ایک ازان اور دو اقامت سے باجماعت ادا فرمائیں۔

اس کے بعد موقف (جبل الرحمتہ) کی جانب جو کہ عرفات کے وسط میں واقع ہے، روانہ ہوگئے، اور وہاں غروب آفتاب تک دعا اور کلمہ لا الہ الا اللہ میں مشغول رہے، اور غروب آفتاب کے بعد مزدلفہ کی جانب روانہ ہوئے اور شب کو وہیں قیام پذیر رہے، اور بعد نماز صبح مشعر الحرام کی جانب کوچ فرمایا،

---

[1] یہ وادی صفا اور مروہ کے درمیان واقع ہے جہاں حجاج سعی کے سات چکر کرتے ہیں اور ایک خاص مقام پر دوڑ کر چلتے ہیں،

اور روشنی پھیل جانے کے بعد طلوع آفتاب سے قبل منیٰ کی جانب روانہ ہوئے، اور جمرۃ العقبہ میں سات کنکریاں پھینکیں، اور تینوں جمرہ پر ایام تشریق میں پیدل سات سات کنکریاں پھینکتے تھے، اور ابتدا اس جمرہ سے فرماتے تھے کہ متصل خیف[1] کے ہے۔

خیف نشیبی زمین کو کہتے ہیں، اور یہاں سے مراد وہ جگہ ہے جہاں مسجد منیٰ واقع ہے، پھر جمرہ درمیانی پر اور پھر جمرہ عقبہ[2] پر، اور جمرہ اولیٰ اور ثانیہ پر دعا کو طویل فرماتے تھے، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام منیٰ کے قیام کے پہلے ہی دن قربانی ادا فرمائی۔

اور حرم شریف میں داخل ہوکر سات مرتبہ طواف[3] فرمایا، اور وہاں سے سقایہ میں تشریف لے گئے (سقایہ وہ مقام ہے جہاں حجاج کو پانی پلانے کے لئے آب زمزم جمع کیا جاتا ہے) اور آب زمزم طلب فرماکر نوش فرمایا، اور پھر منیٰ میں لوٹ آئے، اور تشریق کے تیسرے روز کوچ فرمایا، اور مقام محصب[4] میں قیام پذیر ہوئے، اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کو حکم فرمایا کہ مقام تنعیم[5] سے احرام باندھ کر تعمیل عمرہ فرمائیں۔

بعدہ لشکر کو کوچ کرنے کا حکم دیا اور طوافِ[6] وداع فرماکر جانب مدینہ

---

[1] اور اسی کو جمرۃ اولیٰ کہتے ہیں ۱۲
[2] جمرۃ عقبہ آخری جمرہ کو کہتے ہیں جو مکہ کی جانب واقع ہے ۱۲
[3] یہ طواف فرض تھا جس کو طوافِ زیارت بھی کہتے ہیں۔ ۱۲
[4] منیٰ اور مکہ معظمہ کے درمیان ایک مقام ہے ۱۲
[5] تنعیم حدود حرم میں ہے بیت اللہ کے قریب ترین ایک مقام کا نام ہے ۱۲
[6] طواف وداع کو طواف صدر بھی کہتے ہیں اور یہ وہ طواف ہے جو حجاج واپسی کے وقت کرتے ہیں اور یہ بھی واجب ہے ۱۲

روانہ ہوگئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چار[1] عمرے ادافرمائے جو ذی قعدہ کے مہینہ میں ادا ہوئے'

حُلیۂ اقدس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میانہ قد' سفید رنگ مائل بہ سرخی اور قدرے فراخ سینہ تھے' بال مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کان کی لو تک دراز تھے اور سفید نہ ہوئے تھے اور کل بیس بال سر اور داڑھی میں سفید چمک دار تھے ' اور روئے انور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا' سجیلا اور معتدل جسم تھا' خاموشی کے وقت رعب اور جلال برستا تھا' اور گویائی کے وقت لطف اور لطافت ٹپکتی تھی' جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دور سے دیکھتا پیکر حسن و جمال سمجھتا اور جو قریب سے دیکھتا ملاحت اور شیرینی محسوس کرتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شیریں گفتار 'کشادہ پیشانی' دراز و باریک ابرو غیر پیوستہ اور بلند بینی' نرم رخسار' کشادہ دہن تھے' اور دندان مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چمک دار و کشادہ تھے' اور دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی۔

ف' مہر نبوت دونوں شانوں کے درمیان کچھ گوشت مبارک ابھرا ہوا تھا'

---

[1] عمرہ مثل حج کے ایک عبادت ہے' جو احرام باندھ کر ادا کیا جاتا ہے۔ فرق اتنا ہے کہ حج فرض ہے عمرہ فرض نہیں اور حج کیلئے ایام معین ہیں اور عمرہ ہر وقت کیا جاسکتا ہے عمرہ میں صرف طواف و سعی ہوتے ہیں باقی ارکان حج نہیں ہوتے ۱۲۔

جس کے چاروں طرف تل تھے، اور جسم کی رنگت سے کسی قدر زیادہ سرخی لئے ہوئے تھا' (اور یہ مہر حضور کے خاتم النبیین ہونیکی علامت تھی ۔)

ایک مداح کا بیان ہے کہ مثل حضورؐ کے آپ سے پہلے اور نہ آپ کے بعد کوئی شخص نہیں دیکھا گیا۔

اسمائے صفاتیہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میرا نام محمد اور احمد اور ماحی ہے، یعنی میرے سبب سے اللہ تعالیٰ کفر کو نابود کردے گا' اور میرا نام حاشر ہے' کہ تمام سے پہلے محشور کیا جاؤں گا' یعنی قبر سے اٹھایا جاؤں گا' اور عاقب ہے' یعنی کوئی نبی میرے بعد نہ ہو گا' اور ایک دوسری روایت میں مقفی[1] اور نبی التوبہ اور نبی الرحمتہ' نبی الملحمہ[2] اسماء بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مذکور ہوئے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کو بشیر و نذیر اور رؤف و رحیم و رحمتہ للعالمین اور محمد و احمد و طٰہٰ و یٰسین و مزمل و مدثر و عبد' آیت سبحان الذي اسرا ي بعبده ليلا اور عبداللہ' آیت (انہ لما قام عبد اللہ یدعوہ) میں اور منذر' آیت انما انت منذر) میں اسماء سے ملقب فرمایا ہے' اور علما نے کچھ اور بھی اسماء مبارک ذکر فرمائے ہیں' اور تمام اسمائے مبارکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے صفاتیہ[3] ہیں۔

حضورؐ کے اخلاق: حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے متعلق حضرت عائشہ صدیقہؓ سے سوال کیا گیا' فرمایا کہ حضورؐ کا خلق قرآن

---

[1] مقفی کے وہی معنی ہیں جو عاقب کے ہیں ۱۲
[2] نبی الملحمہ جہاد والے نبی ۱۲
[3] یہ تمام اسمائے مبارکہ دلائل الخیرات میں جمع کردیئے گئے ہیں۔

مجید ہے۔ حضورؐ کی ناراضگی اور خوشنودی قرآن کے موافق[۱] تھی،

اپنی وجہ سے کسی پر ناراضگی نہ ہوتی تھی، اور نہ بدلہ لیتے تھے، لیکن جب کہ حقوق خداوندی ضائع کئے جاتے تو محض خدا کے لئے انتقام لیتے تھے،

اور جب حضورؐ غصہ فرماتے تھے کوئی شخص غصہ کی تاب نہیں لاسکتا تھا اور ذات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ شجاع اور سب میں زیادہ سخی تھی۔ کبھی اتفاق نہیں ہوا کہ آپؐ سے سوال کیا گیا ہو اور آپؐ نے رد فرمادیا ہو، اور رات کے وقت حضورؐ کے خانہ مبارک میں کوئی درہم اور دینار باقی نہیں رہتا تھا اور اگر کبھی کچھ باقی رہ جاتا تھا اور مستحق نہیں آتا تھا تو خانہ اقدس میں داخل نہ ہوتے تھے، جب تک مستحقین کو نہ پہنچادیتے تھے۔

اور عطیہ الٰہی یعنی بیت المال سے اہل بیت کے لئے ارزاں ترین اجناس مانند خرما و جو وغیرہ کے ایک سال کے خرچ سے زیادہ کبھی قبول نہیں فرمایا، اور اس میں سے اس قدر ایثار فرماتے تھے کہ سال ختم ہونے سے پیشتر بعض اوقات نادار ہوجاتے تھے۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بات کہنے میں تمام انسانوں سے راست گو یعنی سچے اور سب سے زیادہ پابند وفا، اور خصلتوں میں سب سے زیادہ نرم اور محبت میں بہترین اور انتہائی بردبار اور کنواری پردہ دار لڑکی سے زیادہ باحیا تھے، اور نیچی نظریں رکھتے تھے، اور زیادہ تر گوشہ چشم سے اشخاص پر نظر ڈالتے تھے، اور نہایت متواضع تھے، اور ہر ایک ادنیٰ اعلیٰ، آزاد و غلام کی دعوت قبول فرمالیتے تھے اور مخلوق کے لئے سب سے زیادہ شفیق۔

---

[۱] یعنی قرآن مجید میں جن لوگوں پر اظہار خوشی کیا گیا ہے ان سے خوش ہوتے تھے، اور جن پر ناراضگی کا اظہار ہے ان سے ناخوش ۱۲۔

بلی کے لئے پانی کا برتن ٹیڑھا فرمادیتے تھے' اور جب تک وہ سیراب نہ ہوجاتی برتن ٹیڑھا کئے رہتے' اور سب سے زیادہ پاک دامن تھے' اور شہوات ولذات نفس نفیس پر غالب نہ تھیں۔

اور اپنے دوستوں کی سب سے زیادہ عزت فرماتے تھے' اور اصحابؓ کے درمیان پائے مبارک کو دراز نہیں فرماتے تھے'جس مجلس میں اژدہام ہوجاتا تو حضورؐ بھی دوسروں کی طرح تنگ زانو ہرکر بیٹھتے' اور اصحاب اور ذات اقدس میں کوئی امتیاز نہ ہوتا تھا' جو شخص حضورؐ کو دور سے دیکھتا' رعب اور دبدبہ محسوس کرتا' اور جو صحبت حاصل کرتا مخزن انس پاتا' اصحاب کرام ہمیشہ حضورؐ کی صحبت میں جمع رہتے تھے'

اور جب کہ حضورؐ کچھ ارشاد فرماتے اس کے سننے کے لئے سراپا گوش ہوجاتے اور جب کوئی حکم صادر فرماتے ہرایک اس کی تعمیل میں سبقت ڈھونڈتا تھا' اور جس سے ملاقات کرتے ابتداء سلام کی خود کرتے'

اور احباء سے ملاقات کے وقت زینت لباس وشانہ وغیرہ فرماتے تھے اور پرسش احوالِ اصحاب فرماتے تھے' اور اگر کوئی بیمار ہوجاتا اس کی عیادت فرماتے تھے' اور اگر کوئی سفر میں جاتا اس کے لئے دعا فرماتے تھے' اور جو کوئی مرجاتا اس کے لئے اناللہ و انا الیہ راجعون پڑھتے' اور دعاء فرماتے تھے غمگین اور آزردہ اصحاب کی دلداری کے لئے ان کے گھروں میں تشریف لے جاتے تھے' اور اپنے احباب کے باغوں میں تشریف لے جاتے' اور ان کی دعوتیں قبول فرماتے تھے' اور سرداران قوم وقبیلہ کی تسلی فرماتے' اور اہل کمال کی نہایت عزت فرماتے تھے اور ہر ایک سے خندہ پیشانی سے پیش آتے' اور عذر خواہ کا عذر قبول فرماتے تھے۔

اور ہرایک ادنیٰ و اعلیٰ راست گفتاری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

سامنے برابر تھا' اور کسی شخص کو اپنے پیچھے نہ چلنے دیتے تھے' اور فرماتے تھے کہ میری پشت فرشتوں کے لئے خالی رہنی چاہئے۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ہمراہی جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سواری پر چل رہے ہوں پیدل نہیں چل سکتا تھا بلکہ اس کو ضرور سوار فرما دیتے تھے' اور اگر سوار نہ ہونے پر اصرار کرتا تو فرما دیتے کہ اپنی منزل کی طرف مجھ سے آگے چلے جاؤ' اور اپنے خدام کی خدمت فرماتے تھے' حتیٰ کہ اپنے غلام اور کنیزوں سے کھانے اور پینے میں امتیاز نہ رکھتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضورؐ کی خدمت میں تقریباً دس سال رہا' خدا کی قسم سفر اور حضر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے بہت زیادہ میری خدمت فرماتے تھے' اور کبھی اس درمیان میں مجھ سے اف نہیں فرمایا' اور نہ کبھی تنگدلی اور ناخوشی کا کوئی کلمہ' اور جو کام میں نے کر لیا' اس پر کبھی یہ نہیں فرمایا' کہ یہ کیوں کیا' اور جو نہیں کیا اس پر یہ کہ کیوں نہیں کیا۔

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں تھے' ایک بکری پکانے کے لئے حکم فرمایا۔ اصحاب میں سے ایک شخص نے کہا اس کا ذبح کرنا میرے ذمہ ہے' دوسرے نے کھال نکالنے اور تیسرے نے پکانے کے لئے کہا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لکڑیاں[1] جمع کرنا میرے ذمہ ہے' اس جماعت نے عرض کیا کہ بجائے ذات شریف کے ہم لوگ اس کام کو انجام دیں گے' ارشاد فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ میری بجائے تم لوگ انجام دے سکتے ہو لیکن کسی امتیازی اور خصوصی شان کو میں اپنے لئے پسند نہیں کرتا' اور اللہ تعالیٰ اپنے

---

[1] لکڑیاں جمع کرنا باعتبار محنت کے اہم اور باعتبار حیثیت کے ادنیٰ کام تھا ذات فداہ روحی نے اپنے لئے سب سے مشکل اور ادنیٰ کام اختیار فرمایا' صلی اللہ علیہ وسلم'

بندے کی اس عادت کو ناپسند فرماتے ہیں کہ وہ اپنے احباب کے ساتھ شان امتیازی رکھتا ہو چنانچہ تشریف لے گئے اور خود لکڑیاں جمع فرمائیں۔

دوسری روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں اونٹنی پر سوار تھے' ایک مقام پر نماز کے لئے اونٹ سے نیچے اترے اور پھر اونٹ کی جانب تشریف لے چلے' اصحاب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کہاں تشریف لے گئے-فرمایا کہ اپنے اونٹ کے پاؤں [۱] باندھنے جا رہا ہوں اصحاب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم اس خدمت کو انجام دے لیں گے' ارشاد فرمایا کہ تمہارے میں سے کوئی شخص [۲] دوسرے سے ادنیٰ مدد کی خواہش نہ رکھے' خواہ وہ ایک ٹکڑا مسواک ہی کا کیوں نہ ہو' اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اٹھتے بیٹھتے ذکر اللہ فرماتے تھے۔

اور جب کسی مجلس میں تشریف لے جاتے تھے جس موقع پر جگہ دیکھتے بیٹھ جاتے' صدر مجلس [۳] کا قصد نہ فرماتے اور مسلمانوں کو اسی کا حکم فرمایا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہم نشینوں کے ساتھ ہر ایک کے درجہ کے موافق توجہ مبذول فرماتے تھے' کوئی دوسرے کو یہ نہیں سمجھتا تھا کہ وہ حضورؐ کے نزدیک زیادہ معروف ہے' یعنی ہر ایک کے ساتھ اس بشاشت سے پیش آتے تھے کہ ہر کس و ناکس اپنا زیادہ مہربان خیال کرتا تھا۔

---

[۱] قاعدہ ہے کہ اونٹ سوار جب کہیں اترتا ہے تو اونٹ کے گھٹنے باندھ دیتا ہے تاکہ وہ کہیں جا نہ سکے ۱۲

[۲] یہ تعلیم تھی' تاکہ لوگ اپنی راحت کے لئے دوسرے کی اذیت کا سبب نہ بنیں۔

[۳] ہم سطحی عزت والے سردار کونینؐ کی عادت سے درس عبرت حاصل کریں صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا جس وقت تک وہ خود اٹھ کر نہ چلا جاتا آپؐ اس کے پاس سے تشریف نہ لے جاتے' اور اگر اتفاقاً کوئی ضرورت پیش آجاتی تو صاحب مجلس کی اجازت سے تشریف لے جاتے۔ اور کسی کے سامنے کوئی ایسی بات نہ فرماتے تھے جس کو وہ ناپسند کرتا ہو اور کسی شخص کی بے ادبی اور بد خوئی کا جواب بے ادبی اور بد خوئی سے نہ دیتے تھے' بلکہ درگذر فرماتے تھے' بیمار پرسی فرماتے تھے' اور ان کے جنازوں پر تشریف لے جاتے تھے اور کسی فقیر کو اس کے افلاس کی وجہ سے حقیر نہ سمجھتے تھے اور کسی بڑے سے بڑے بادشاہ سے مرعوب نہ ہوتے تھے' اور نعمت خداوندی کو خواہ وہ کتنی ہی قلیل ہو قدر کی نظر سے دیکھتے تھے اور اس کو کسی حیثیت سے بُرا نہ فرماتے تھے' اور کسی کھانے کا عیب[1] نہ نکالتے تھے' اگر مرغوب طبع ہوتا تناول فرمالیتے ورنہ دست کش ہو جاتے۔

ہمسایوں کی دستگیری فرماتے' اور مہمانوں کی بے حد تکریم کرتے تھے' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ ہنس مکھ اور خندہ پیشانی تھے' اور کوئی وقت حضورؐ کا عبادت خداوندی یا حاجت ضروریہ کے سوا بسر[2] نہیں ہوتا تھا'

اور اگر کسی دو کاموں میں حضورؐ کو اختیار دیدیا جاتا تو آپ سہل ترین عمل کو اختیار فرماتے تھے لیکن اگر سہل میں قطع رحم ہوتا تو اس سے عمدہ طریقہ پر احتراز فرمالیتے ' پاپوش مبارک خود اپنے دست اقدس سے سی لیا کرتے اور اپنے

---

[1] کھانوں کا عیب ثواب نکالنے والے فداہ روحی کے اسوۂ حسنہ ملاحظہ کریں۔ صلی اللہ علیہ وسلم

[2] یعنی بیکار اوقات کو ضائع نہ فرماتے' صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

کپڑوں میں پیوند بھی خود ہی لگالیا کرتے تھے[1]۔

اور آپؐ نے گھوڑے اور خچر اور درازگوش پر سواری فرمائی ہے، اپنے غلاموں یا کسی دوسرے شخص کو اپنے ساتھ سوار فرمالیتے تھے، آستین مبارک یا چادر مبارک سے اپنے گھوڑے کے چہرے کو صاف فرمادیا کرتے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نیک فالی سے خوش ہوتے، اور بدفالی کو ناپسند فرماتے تھے، نیک فالی سے یہ مراد ہے کہ جب کوئی شخص کوئی کام کرنے پر آمادہ ہو کوئی کلمہ خیر اس کے کان میں پہنچے، مثلاً کوئی کہے اے راہ راست پر چلنے والے، اے سلامت رہنے والے، اور اس کے سننے سے خوش ہو، اور فال بد یہ ہے کہ کسی کام کے کرنے کے وقت کوئی آواز نامناسب سنی جائے، مثلاً حیوانات کا دائیں یا بائیں جانب سے گذرنا، یا کوے کا بولنا وغیرہ۔ تو اسے برا سمجھے

جب کوئی شے مرغوب طبع پاتے الحمد للہ رب العالمین فرماتے اور جب ناپسندیدہ پیش آتی، الحمد للہ علیٰ کل حال،[2] ارشاد فرماتے،

اور جب کھانا تناول فرمانے کے بعد کھانا سامنے سے اٹھایا جاتا تو الحمد للہ الذي اطعمنا و سقانا و ار و انا وجعلنا المسلمين[3] فرماتے تھے،

اور اکثر قبلہ رو بیٹھتے تھے، اور ذکر بہت زیادہ اور لغو باتیں بالکل نہ کرتے تھے۔ نمازیں طویل اور خطبہ مختصر فرماتے اور ایک مجلس میں سو سو مرتبہ اللہ تعالی سے درخواست مغفرت فرماتے تھے، نماز میں اس قدر درازی فرماتے تھے

---

[1] اپنی بیویوں پر ظلم و تشدد کرنے والے اسوۂ حسنہ سے سبق لیں، صلی اللہ علیہ وسلم
[2] ہر حال میں اللہ کا شکر ہے ۱۲
[3] شکر ہے اللہ تعالیٰ کا کہ جس نے ہمیں کھانا کھلایا اور پانی پلایا اور سیراب کیا اور مسلمان بنایا،

کہ سینہ مبارک سے تانبے کی دیگچی کے جوش جیسی آواز سنائی دیتی تھی'

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو شنبہ اور پنج شنبہ کا اکثر روزہ رکھتے تھے اور ہر مہینے میں تین روزے (ایام بیض یعنی تیرہویں' چودھویں' پندرہویں تاریخ) اور یوم عاشورہ (یعنی دسویں محرم) کا بھی روزہ رکھتے تھے' اور شاید ہی ایسا ہوا ہوگا کہ آپؐ نے جمعہ کا روزہ نہ رکھا ہو' اور شعبان کے مہینے میں سوائے رمضان المبارک کے تمام مہینوں سے زیادہ روزے رکھتے تھے۔

سب سے بڑی خصوصیت ذات اشرف کی یہ تھی کہ جب آپؐ محو خواب ہوتے تھے تو آنکھیں حضورؐ کی بند رہتی تھیں' لیکن قلب مطہر انتظار وحی میں بیدار مشغول بذات خداوندی جل جلالہ اور حضورؐ کے سونے کے وقت سانس کی آواز سنائی دیتی تھی' لیکن خراٹا جو ایک مکروہ آواز بعض سونے والوں سے سنائی دیتی ہے نہیں سنا گیا۔

اگر کوئی ناپسند خواب دیکھتے تو ھو[1] اللّٰہُ لَاشَرِیکَ لَہٗ ارشاد فرماتے' اور جس وقت سونے کے لئے قصد فرماتے تو رَبِّ[2] قِنِیْ عَذَابَكَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ اور جب بیدار ہوتے تو[3] اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَمَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ فرماتے تھے اور صدقہ نہیں کھاتے تھے' اور ہدیہ تناول فرماتے تھے' (صدقہ یہ ہے کہ طلب ثواب کے لئے فقیروں کو دیا جائے اور خصوصیت اس شخص کی جس کو صدقہ دیا گیا ہے مطلوب نہ ہو' اور ہدیہ یہ ہے کہ جس شخص کو دیا گیا ہے اس کی عظمت ملحوظ خاطر ہو۔)

---

[1] اللہ ایک ہے اسکا کوئی شریک نہیں۔
[2] اے میرے پروردگار مجھے اپنے عذاب سے محفوظ رکھئے اس دن کہ آپ اپنے بندوں کو (بعد موت کے) زندہ کریں گے۔
[3] شکر ہے اللہ کا جس نے ہم کو زندہ کیا بعد موت کے اور اسی طرف اٹھنا ہے۔ ۱۲

اور جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ بھیجتا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بہتر یا اس ہی جیسا اس شخص کو مرحمت فرماتے' اور کھانے کی چیزوں میں قطعاً" تکلف نہ فرماتے تھے بھوک کی شدت اور فاقہ کے وقت ضعف سے بچنے کے لئے شکم مطہر پر پتھر باندھ لیتے تھے' اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا فرمائیں تو قبول نہ فرمائیں اور آخرت کو قبول فرمالیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روٹی سرکہ سے تناول فرمائی اور سرکہ کو اچھا سالن ارشاد فرمایا ہے اور کدو کو پسند فرماتے تھے' اور بکری کے دست کے گوشت کو بھی' اور ارشاد فرمایا کہ روغن زیت کھاؤ اور بدن پر ملو چونکہ وہ مبارک درخت ہے۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تین انگشت مبارک سے کھانا تناول فرماتے تھے اور بعد کھانے کے ان انگلیوں کو چاٹ لیتے تھے اور جَو کی روٹی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خشک اور تر کھجور اور خربوزہ کے ساتھ تناول فرمائی ہے' اور ککڑی یا کھیرا تر کھجور کے ساتھ' اور کھجور کو مسکہ کے ساتھ' اور شیرینی اور شہد سے زیادہ رغبت رکھتے تھے' اور پانی بیٹھ کر تین سانس لے کر پیتے تھے اور (ہر سانس میں) پانی کے برتن کو دہن مبارک سے جدا فرماتے تھے' اور جب بچا ہوا پانی اصحاب رضی اللہ عنہم اجمعین کو عنایت فرماتے تو دائیں جانب سے ابتدا فرماتے تھے:

ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ نوش فرمایا اس وقت اصحاب کرام سے ارشاد فرمایا کہ جس وقت کھانے کی کوئی چیز پاؤ تو اَللّٰھُمَّ[1]

---

[1] یا اللہ ہمیں اس سے بہتر رزق دیجئے ۱۲

اُرْزُقْنَا خَیْرًا مِّنْهُ کہو لیکن جب دودھ پیو اَللّٰھُمَّ[1] بَارِکْ لَنَا فِیْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ کہنا چاہئے اور فرمایا کہ کھانے کی چیزوں میں سے سوائے دودھ کے کوئی ایسی شے نہیں ہے جو کھانے اور پینے کے قائم مقام بن سکے'

لباس مبارک : آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پشمینہ پہنتے تھے اور پاؤں میں پیوند زدہ جوتے بھی استعمال کرتے تھے اور پہننے کی چیزوں میں قطعاً" تکلف نہیں فرماتے تھے اور سب سے بہتر کپڑا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک کرتا تھا۔ اور جس وقت نیا کپڑا استعمال فرماتے تھے اللھم[2] لك الحمد کما البسة و اَسْئَلُكَ خَیْرَهٗ وَخَیْرَ مَاصُنِعَ لَهٗ پڑھتے تھے۔'

اور سبز رنگ کے کپڑے کو بہت پسند فرماتے تھے اور گاہے گاہے ایک چادر سے (سوائے اس چادر مبارک کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ تھی) دو کونے اپنے شانوں کے درمیان باندھ کر نماز ادا فرماتے تھے۔

اور دستار مبارک کا ایک سرا جس کو شملہ کہتے ہیں دونوں شانوں کے درمیان چھوڑ کر سر مبارک پر عمامہ باندھتے تھے'۔

جمعہ کے دن چادر[3] سرخ اوڑھتے تھے' بعضوں نے کہا ہے کہ اس چادر پر سرخ رنگ کی دھاریاں تھیں اور داہنے ہاتھ کی کن انگلی میں چاندی کی انگوٹھی جس پر محمد رسول اللہ کندہ تھا پہنتے تھے اور کبھی یہ انگوٹھی بائیں ہاتھ کی کن انگلی

---

[1] اے اللہ ہمیں اس میں برکت دیجئے اور اس کو ہمارے نصیب میں زیادہ کر دیجئے ۱۲

[2] اے اللہ شکر ہے تیرا جیسا کہ تونے ہم کو یہ کپڑا پہنایا' اور میں تجھ سے طلب کرتا ہوں اس کی بہتری کو اور اور اس کام کی بھلائی کو جس کے لئے یہ بنایا گیا ہے ۱۲

[3] فقہاء نے خالص سرخ کپڑے کو مرد کے لئے مکروہ لکھا ہے مگر سرخ دھاری دار کپڑا بلاکراہت جائز ہے (شامی کتاب الکراہیت)

میں بھی پہن لیتے تھے'۔ اور خوشبو کو بہت پسند فرماتے تھے' اور بدبو سے ناخوش ہوتے تھے' اور ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری (دنیاوی) لذت عورتوں (یعنی ازواج مطہرات) اور خوشبو میں عطا فرمائی ہے' اور آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں مرحمت کی ہے

اور خوشبوؤں میں سے غالیہ کو جو ایک مرکب خوشبو ہوتی ہے استعمال فرماتے تھے' نیز مشک کو خالص بھی استعمال فرمایا ہے اور کافور اور عود کی دھونی دیتے تھے اور اثمد جو کہ اعلیٰ قسم کا سرمہ ہے استعمال فرماتے تھے' اور کبھی سرمہ داہنی آنکھ میں تین سلائی اور بائیں میں دو سلائی استعمال فرماتے تھے' اور کبھی روزے کی حالت میں بھی سرمہ استعمال فرماتے تھے' اور روغن زیت کو روئے اور ریش مبارک پر بکثرت ملتے تھے اور استعمال روغن زیت ایک روز کے ناغہ سے[1] فرماتے تھے اور سرمہ ڈالنے میں عدد طاق کی رعایت فرماتے تھے' اور دائیں جانب سے ہر کام کی ابتداء کرتے مثلاً کنگھا کرنے اور جوتا پہننے کے لئے' وضو کرنے بلکہ تمام کاموں میں پسند فرماتے تھے' اور آئینہ بھی دیکھتے تھے اور سفر میں چند چیزیں' تیل کی شیشی' سرمہ دانی' آئینہ' کنگھا اور قینچی اور مسواک اور سوئی دھاگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برابر ہمراہ رکھتے تھے' اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سونے سے پیشتر تین مرتبہ مسواک فرماتے تھے اور بعد سونے کے تہجد کے وقت اور فجر کی نماز کے وقت' اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پچھنے بھی[2] لگوایا کرتے تھے'۔

خوش طبعی: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خوش طبعی بھی فرماتے تھے لیکن

---

[1] یعنی تیسرے روز ۱۲
[2] پچھنے لگوانا خون نکلوانے کو کہتے ہیں ۱۲

خوش طبعی میں بھی سچی بات کے سوا نہ فرماتے تھے' ایک مرتبہ ایک شخص نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ مجھ کو اونٹ پر سوار فرمادیجئے آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں تجھ کو اونٹنی کے بچے پر سوار کروں گا' اس شخص نے کہا کہ بچہ میرا وزن برداشت نہ کر سکے گا'۔ حضرت نے فرمایا کہ کیا اونٹ اونٹنی کا بچہ نہیں ہوتا۔

دوسری مرتبہ ایک عورت خدمت مبارک میں حاضر ہوئی اور کہا کہ یا رسول اللہؐ میرا شوہر بیمار ہے' اور وہ آنحضرتؐ کو بلاتا ہے آنحضرتؐ نے فرمایا کہ کیا تیرا شوہر وہی ہے جس کی آنکھ میں سفیدی ہے (مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سفیدی سے پتلی کے ارد گرد کی سفیدی تھی) لیکن اس عورت نے وہ سفیدی سمجھی کہ جس کے آنکھ پر آجانے سے بینائی جاتی رہتی ہے' وہ عورت واپس گئی اور اپنے شوہر کی آنکھ کھول کر دیکھنے لگی' اس نے شوہر سے کہا کہ مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ تیری آنکھ میں سفیدی ہے شوہر نے جواب دیا کہ کیا کوئی شخص ایسا بھی ہے جس کی آنکھ میں سفیدی نہ ہو'۔

ایک بوڑھی عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ آپ میرے لئے اللہ تعالی سے دعا فرمائیے تاکہ اللہ تعالی مجھ کو جنت میں داخل فرمائے' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی بڑھیا جنت میں داخل نہ ہوگی' وہ عورت روتی پیٹتی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے لوٹ گئی' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے ارشاد فرمایا کہ اس کو خبر دیدو کہ کوئی عورت بڑھاپے کی حالت میں داخل جنت نہ ہوگی۔ بلکہ از سر نوجوان ہوجائے گی اور جوانی کی حالت میں داخل بہشت

ہوگی، جیسا کہ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں[1] انا انشاناھن انشاءفجعلناھن ابکارا عربا اترابا ارشاد فرمایا ہے'۔

اور اسی آیت کے موافق وہ حدیث ہے جس میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ ہم مومنات کو دوبارہ پیدا کریں گے (یعنی حشر میں) اور ان کو جوان لڑکیاں بنادیں گے'۔

بیان ازواج مطہرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

جن سے زفاف کی نوبت آئی:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد سے عقد فرمایا جن کا تذکرہ پیشتر ہوچکا ہے'۔

دوسرے سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا سے اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہی بوڑھی ہوئیں' آنحضرت صلی علیہ وسلم نے چاہا کہ ان کو طلاق دیدیں لیکن انھوں نے فرمایا کہ میری غرض یہ ہے کہ میں آپ کی ازواج میں اٹھائی جاؤں اور مجھ کو مرد کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہی ہے' اور انھوں نے اپنی نوبت حضرت عائشہ صدیقہؓ کو دیدی:

---

[1] ہم نے ان کو پیدا کیا ہے ایک خاص پیدائش کے ساتھ پس ان کو بنادیا ہے کنواریاں (ہمیشہ کے لئے) اور اپنے شوہروں کے لئے محبوب اور ہم عمر ۱۲

تیسرے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے چھ سال کی عمر میں مکہ مکرمہ میں ہجرت سے دو سال قبل' اور ایک قول میں ہجرت سے تین سال قبل ماہ شوال المکرم میں۔ آپ کو مدینہ طیبہ میں ہم بستری سے سرفراز فرمایا' اور جس وقت ان کی عمر اٹھارہ سال کی ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی'۔

اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کا انتقال سترھویں رمضان المبارک ۵۸ھ میں ہوا۔ اور جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سوائے حضرت عائشہ صدیقہؓ کے کسی دوشیزہ سے عقد نہیں فرمایا تھا' اور کنیت حضرت عائشہ صدیقہؓ کی ام عبداللہ ہے۔

چوتھے حضرت حفصہ[۱] بنت حضرت عمرفاروق رضی اللہ عنہا سے عقد فرمایا۔ روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو طلاق دیدی' حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا کہ اللہ تعالٰی فرماتا ہے کہ حفصہ سے رجوع فرمالیجئے اس لئے کہ وہ بہت روزہ دار اور نمازگزار ہیں'۔

دوسری روایت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہا پر عنایت بے غایات کی وجہ سے رجعت فرمائی'۔

پانچویں اُم حبیبہ[۲] بنت ابی سفیان سے عقد فرمایا' وہ عقد کے وقت حبشہ میں

---

[۱] حضرت حفصہ کا نکاح حضورؐ سے پہلے خُنَیس بن حذافہ بدری سے ہوا تھا جن کا انتقال مدینہ طیبہ میں ہوا۔ ان کے انتقال کے بعد ماہ شعبان ۳ھ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں (قرۃالعیون حصہ دوئم جلد اول صفحہ ۶۷) ۱۲

[۲] حضرت ام حبیبہؓ کا عقد ۷ھ میں ہوا۔ قرۃالعیون ص ۱۲۴ حصہ سوئم جلد اول'۔

تھیں اور ان کا مہر چار سو دینار تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نجاشی شاہ حبشہ نے ادا فرمایا' اور ان کے نکاح کے متولی عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور دوسرے قول سے خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ تھے' ۴۴ھ میں انتقال فرمایا'۔

چھٹے ام سلمہ[1] رضی اللہ عنہا سے عقد فرمایا' ان کا انتقال ۶۲ھ میں ہوا' اور باعتبار وفات کے ازواج مطہرات میں سب سے آخری زوجہ مطہرہ ہیں اور ایک روایت سے آخری زوجہ انتقال میں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا ہیں'۔

ساتویں حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے عقد فرمایا یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن تھیں' ان کا نکاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام زید بن الحارثہ سے ہوا تھا' ان کے طلاق کے بعد ازواج مطہرات میں داخل ہوئیں' ۲۰ھ میں انتقال فرمایا' اور حضور صلی اللہ وسلم کی وفات کے بعد سب سے پیشتر ازواج مطہرات میں سے انہی کا انتقال ہوا' اور یہ سب سے پہلی عورت ہیں جن کے جنازہ پر گہوارہ[2] رکھا گیا'۔

آٹھویں حضرت جویریہ[3] بنت حارث رضی اللہ عنہا سے عقد فرمایا یہ غزوۂ مصطلق میں قید ہوئیں تھیں اور ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئی

---

[1] حضرت ام سلمہؓ کا عقد حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ماہ شوال ۴ھ میں ہوا'۔ (قرۃ العیون حصہ دوم جلد اول صفحہ ۱۰۸)

[2] عورت کے جنازے پر لوہے یا لکڑی کی چند پٹیوں یا لکڑیوں کو ملا کر جوڑ دیا جائے اور اس کو چارپائی پر رکھ کر اس پر چادر جنازہ ڈالدی جائے گہوارہ کہلاتا ہے اس کو عربی میں نعش کہتے ہیں ۱۲

[3] حضرت جویریہؓ سے آپؐ کا عقد ۵ھ میں ہوا'۔ قرۃ العیون حصہ دوم صفحہ ۱۱۲ جلد اول ۱۲

تھیں انھوں نے حضرت جویریہ سے بدل کتابت[1] چاہا' وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تاکہ مال کتابت کے لئے کچھ سوال کریں' یہ قبول صورت تھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا میں اس سے بہتر کام نہ کروں' یعنی مال کتابت ادا کردوں اور تم سے عقد کرلوں' حضرت جویریہؓ راضی ہوگئیں' پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مال کتابت ادا فرماکر عقد کرلیا۔ ان کا انتقال ۵۶ھ میں ہوا۔

نویں حضرت صفیہ[2] رضی اللہ عنہا سے عقد فرمایا' یہ حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے تھیں۔ غزوۂ خیبر میں اسیر ہوئی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو آزاد فرمادیا اور آزاد کرنا ہی ان کا مہر مقرر ہوا' اور ۵۰ھ میں انتقال فرمایا'۔

ف یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت تھی۔ امت کے لئے آزادی کو مہر بنانا جائز نہیں۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ کا یہی مذہب ہے۔

دسویں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے عقد فرمایا یہ خالد بن ولید اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کی خالہ تھیں' ان کا عقد موضع سرف میں ہوا تھا اور وہیں ۵۱ھ میں انتقال فرمایا اور ایک روایت میں ۶۶ھ میں ان کا انتقال ہوا' اور اخیر روایت کے اعتبار سے یہ وفات میں سب سے آخری زوجہ محترمہ ہیں'۔

---

[1] بدل کتابت وہ مال ہے جو مالک اپنے کسی غلام سے آزاد کرنے کے عوض طلب کرے ۱۲

[2] ان کا عقد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ۷ھ میں ہوا'۔ قرۃ العیون حصہ سوئم جلد اول ص ۱۲۲

ان دس ازواج مطہرات میں سے سوائے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بقیہ نو نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد انتقال فرمایا ہے'۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ان سے پیشتر ہو چکی تھی'۔

گیارھویں[1] زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا سے ہجرت کے تیسرے سال عقد فرمایا' لیکن زندگی نے وفا نہ کی اور دو تین ماہ عقد میں رہ کر راہی دار بقا ہو گئیں۔

جن سے زفاف کی نوبت نہیں آئی: سوائے ان کے ایک تعداد وہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے بعض کو نکاح میں لائے اور بعض کے متعلق خطبہ یعنی پیغام عقد دیا گیا مگر اس کی تکمیل نہ ہوئی' ان میں سے پہلی فاطمہ بنت ضحاک ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے عقد فرمایا اور جب آیت تخییر[2] نازل ہوئی ان کو اختیار دیا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہیں یا دنیا کو اختیار کریں انھوں نے دنیا کو اختیار کیا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جدا کر دیا۔ اس کے بعد اونٹ کی مینگنیاں جمع کرتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ یہ میری بد نصیبی ہے کہ میں نے دنیا کو اختیار کیا'۔

دوسری شراف خواہر دحیہ کلبی سے عقد فرمایا اور ہم بستری کی نوبت نہیں آئی' تیسری خولہ بنت ہزیل ہیں اور یہ وہی ہیں جنھوں نے اپنے نفس کو بغیر مہر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد فرمایا' یعنی بغیر مہر کے نکاح میں آئیں

---

[1] ان کا لقب ام المساکین ہے۔ یہ مساکین کو کھانا کھلایا کرتی تھیں اس صفت کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ وسلم نے عقد فرمایا ۱۲'۔

[2] آیت تخیر وہ آیت ہے جس میں ازواج مطہرات کو اختیار دیا گیا تھا کہ خواہ تم اللہ کے رسول کو اختیار کرو اور یا دنیا کو (سورۃ تحریم پارہ نمبر ۲۸)

اور ایک روایت میں اپنے نفس کو بغیر مہر کے سپرد فرمانے والی ام شریک تھیں۔

چوتھی اسماء جونیہ ہیں۔ کہتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دست اقدس ان پر پہنچانا چاہا تو انھوں نے کہا اعوذ باللہ منك یعنی پناہ چاہتی ہوں تم سے' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مفارقت فرمائی'

پانچویں عمرہ بنت یزید' چھٹی قبیلہ غفار کی ایک عورت' ساتویں عالیہ بنت طیبان ان تینوں کو قبل رخصتی طلاق دیدی گئی' آٹھویں بنت الصلتہ ان کا قبل از قربت آنحضرت صلی علیہ وسلم انتقال ہو گیا'۔

نویں ایک عورت تھیں جب آنحضرت صلی اللہ وسلم نے ان سے هب لي نفسك یعنی اپنا نفس مجھ کو دے' ارشاد فرمایا تو انھوں نے کہا کہ کوئی رئیسہ یا باعصمت اپنا نفس بازاری کو دیا کرتی ہے' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جدا فرمادیا'۔

دسویں ایک عورت سے منگنی کی گئی' اس کے باپ نے اس کی صفتیں بیان کیں اور کہا کہ سب سے زیادہ یہ بات ہے کہ وہ کبھی بیمار تک نہیں ہوئی' آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس کے لئے خدا کے یہاں کوئی خیر نہیں[1] ہے' پس ترک فرمادیا'۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے ہر ایک کا مہر پانچ سو درہم تھے' سوائے صفیہ اور ام حبیبہ کے جن کا ذکر ہو چکا ہے' اور یہ قول اقوال صحیح میں سے ہیں'۔

---

[1] کیونکہ کبھی کبھی بیمار ہونا یا کسی تکلیف میں مبتلا ہونا مومنین کی مخصوص علامت ہے ۱۲۔

بیان اولاد آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے ایک حضرت قاسم رضی اللہ عنہ ہیں' آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ابو القاسم آپ ہی کے نام سے تھی'۔

۲۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ جن کے دو لقب طیب اور طاہر تھے اور ایک روایت ہے کہ طیب اور تھے اور طاہر اور'۔

اور چار صاجزادیاں' زینب' رقیہ' ام کلثوم' فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا تھیں اور صاجزادیوں میں سب سے چھوٹی حضرت فاطمہ زہرلورضی اللہ عنہا تھیں۔

آپ ؐ کے صاجزادوں کا انتقال بچپن ہی میں قبل ازاسلام ہوگیا تھا'۔ لیکن صاجزادیوں نے زمانہ اسلام پایا' اور تمام اسلام لائیں' رضی اللہ تعالیٰ اجمعین

اور تمام اولاد آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے بطن مبارک سے تھی' البتہ حضرت ماریہ قبطیہ کے بطن مبارک سے حضرت ابراہیم [۱] تولد ہوئے جو سات ہی دن کے راہی دار بقا ہوگئے اور ایک قول سے سات ماہ کے ہوکر اور ایک قول میں اٹھارہ ماہ کے ہوکر انتقال فرمایا'۔

آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد کا انتقال آنخضرت ؐ کے سامنے ہی ہوگیا تھا' سوائے فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا کے کہ ان کا انتقال آنخضرت صلی اللہ

---

[۱] حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیدائش ۸ / ذی الحجہ ۸ھ میں ہوئی'۔ (قرۃ العیون صفحہ ۱۰ جلد اول حصہ چہارم ۱۲

علیہ وسلم کی وفات کے چھ مہینے بعد ہوا'۔

حضرت زینب[1] رضی اللہ عنہا کا عقد ابی العاص رضی اللہ عنہ' سے ہوا تھا' جن سے ایک فرزند علی نامی تولد ہوئے' اور لڑکپن ہی میں انتقال فرماگئے' اور ایک صاجزادی امامہ نامی ہوئیں' جن کے جوان ہونے پر بعد انتقال حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے حضرت علی کرم اللہ وجہ' نے عقد فرمایا' اور جب حضرت علی کرم اللہ وجہ کا وصال ہوگیا تو مغیرہ بن نوفل ابن الحارث سے ان کا عقد ہوا' جن سے ایک صاجزادے یحییٰ نامی تولد ہوئے'۔

حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہٗ کے نکاح میں تھیں جن کے بطن مبارک سے حضرت امام حسن[2] و امام حسین[3] اور حضرت محسنؓ تین فرزند اور رقیہؓ اور زینبؓ اور ام کلثومؓ تین صاجزادیاں تولد ہوئیں اور حضرت محسنؓ بچپن ہی میں انتقال فرماگئے اور حضرت رقیہؓ کا بھی بلوغ سے قبل ہی انتقال ہوگیا اور حضرت زینب کا عقد عبداللہ بن جعفر سے ہوا۔ اور ایک فرزند علی نامی تولد ہوئے اور شوہر کے سامنے ہی انتقال فرما گئیں'۔

حضرت ام کلثومؓ کا عقد حضرت امیرالمومنین عمرفاروق رضی اللہ عنہ سے ہوا اور ان سے ایک فرزند زید نامی تولد ہوئے' اور بعد حضرت عمرفاروق رضی اللہ عنہ کے حضرت عون بن جعفر رضی اللہ عنہ' سے ہوا' اور ان کے بعد محمد بن

---

[1] ان کا انتقال ۸ھ میں ہوا ۱۲

[2] حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی پیدائش نصف رمضان ۳ھ میں ہوئی قرۃالعیون حصہ دوم ص ۶۶ جلد اول ۱۲

[3] حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی پیدائش ۴ یا ۵ شعبان ۴ھ میں ہوئی (قرۃالعیون حصہ دوم جلد اول ص ۶۶ (۱۲)

جعفر سے اور ان کے بعد عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے ۔

اور حضرت رقیہؓ جگر گوشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عقد امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا جن کے بطن سے عبد اللہ نامی فرزند تولد ہوئے اور بچپن ہی میں داغ جدائی دے گئے ۔

اور جس روز حضرت زید بن الحارثؓ جنگ بدر کے فتح ہونے کی خوش خبری لیکر مدینہ طیبہ پہنچے اسی روز حضرت رقیہؓ کا انتقال ہوا حضرت رقیہؓ کے انتقال کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ نے حضرت ام کلثوم[1] رضی اللہ عنہا سے عقد فرمالیا اور ان کا انتقال بھی ماہ شعبان ۹ ھ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے سامنے ہی ہوگیا ۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عقد سے پہلے حضرت رقیہ عتبہ بن ابی لہب کے عقد میں تھیں اور حضرت ام کلثوم عتیبہ بن ابی لہب کے عقد میں تھیں ۔

ف اوائل اسلام میں مسلمانوں اور مشرکین کی باہمی مناکحت جائز تھی بعد میں آیت[2] لاھن حل لھم ولا ھم یحلون لھن نازل ہوگئی جس نے مسلمان عورت کا نکاح کافر سے حرام قرار دیا اور یہی حکم ہمیشہ کے لئے باقی رہا ۔

---

[1] ان کا عقد ۳ ھ میں ہوا ۱۲

[2] اس کا ترجمہ یہ ہے کہ نہ مسلمان عورتیں کافروں کے لئے حلال ہیں اور نہ کافر مرد مسلمان عورتوں کے لئے اور قرآن کریم کی دوسری آیت والمحصنت من اہل الکتاب سے معلوم ہوا کہ یہودی ، نصرانی عورتیں اس سے مستثنیٰ ہیں ان سے مسلمان مرد کا نکاح ہوسکتا ہے اگر مصالح دینیہ کے پیش نظر ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اور پھوپیاں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ۱حارث' ۲ قثم' ۳ زبیر' ۴ حمزہ' ۵ عباس' ۶ ابوطالب' ۷ عبدا لکعبہ' ۸ حجل' ۹ غیداق' ۱۰ ابولہبؓ ۱۱مغیرہ گیارہ چچا تھے' اور ۱ صفیہ' ۲ عاتکہ' ۳ اراوی' ۴ ام حکیم' ۵ برہ' ۶ امیمہ' چھ پھوپیاں تھیں' ان تمام میں سے صرف حضرت حمزہؓ' اور حضرت عباسؓ اور صفیہؓ تین مشرف بااسلام ہوئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام

۱ زید ابن الحارثہ اور ان کے بیٹے ۲ اسامہ اور ۳ ثوبان اور ۴ ابو کبشہ اور یہ جنگ بدر میں موجود تھے اور جس روز حضرت عمرفاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے وفات پائی اور ۵ انیسہ اور ۶ شقران ایک روایت ہے کہ شقران کو اپنے والد ماجد سے وراثت میں پایا تھا' اور ایک رویت یہ ہے کہ شقران کو سبدالرحمٰن بن عوف سے خریدا تھا اور ۷ رباح' اور ۸ یسار اور ان کو قبیلہ عرینیہ کے بعض باغیوں نے قتل کر دیا تھا اور ۹ ابورافع ان کو حضرت عباسؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش فرمایا تھا' انھوں نے جس وقت حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے مسلمان ہونے کی اطلاع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچائی آنحضرتؐ نے ان کو آزاد فرمادیا اور اپنی باندی سلمہ سے ان کا عقد فرمادیا' ان سے عبداللہ نامی فرزند تولد ہوئے جو حضرت امیرالمومنین

علی کرم اللہ وجہہ کے محرر تھے۔

۱۰ ابومویہبہ اور ۱۱ فضالہ، فضالہ کا شام میں انتقال ہوا، اور ۱۲ رافع ان تمام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد فرمادیا، اور ۱۳ مدعم جن کو افاعہ جذامی[1] نے پیش فرمایا تھا۔ یہ وادی القری میں شہید ہوئے، اور ۱۴ کرکرہ ان کو ہوزہ بن علی یمانی نے پیش فرمایا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بھی آزاد فرمایا، اور ۱۵ زید جدبلال بن یسار، اور ۱۶ عبید ۱۷ طہمان اور ۱۸ بالور قبطی جن کو شاہ مقوقس نے ہدیتاً دیا تھا، اور ۱۹ واقدیا ابوالواقد، اور ۲۰ ہشام اور ۲۱ ابوضمیرہ جو مال فے[2] سے تھے، غزوہ حنین میں ان کو آزاد کردیا اور ۲۲ ابوعسیب احمر، اور ۲۳ ابوعبید اور ۲۴ سفینہ یہ پہلے ام سلمہ کے غلام تھے، انہوں نے ان کو آزاد کردیا، اور یہ شرط لگائی کہ جب تک زندہ رہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتے رہیں، انہوں نے فرمایا کہ اگر یہ شرط نہ بھی کی جاتی تب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مفارقت اختیار نہ کرسکتا تھا۔

۲۵ ابوہند اور ۲۶ انجشہ جو اونٹوں پر حدی کہتے تھے، اور ۲۷ ابوبکر یہ کل ستائیس نفر ہیں، بعض اہل سیر نے اس سے زیادہ تعداد بتلائی ہے۔

---

[1] جذامی ایک قبیلہ عرب کا نام ہے ۱۲

[2] مال فے وہ مال ہے جو بغیر جنگ کے مقابل سے حاصل ہو اور اس قسم کے مال میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خاص حصہ ہوتا تھا ۱۲

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی باندیاں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سترہ ۱۷ باندیاں تھیں' ۱ سلمٰی اور ۲ ام رافع' ۳ رضوی' ۴ امیمہ' ۵ ام ضمیرہؓ' ۶ ماریہ' ۷ شیرین' ۸ ام ایمن جس کا نام برکہ تھا جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش فرمائی تھی' اور چھ عورتیں (۹ تا ۱۴) بنی قریظہ کی اور ۱۵ میمونہ بنت سعد اور ۱۶ خضرہ اور ۱۷ خویلہ۔' اور ریحانہ

خدام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گیارہ ۱۱ خادم' انس بن مالک اور حارثہ کی دو لڑکیاں ۲ ہند اور ۳ اسماء' اور ۴ ربیعہ بن کعب اسلمٰی اور ۵ عبداللہ بن مسعود' ۶ عقبہ بن عامر' اور ۷ بلال اور ۸ سعد اور ۹ ذو مخمر یا ذو مخبر جو کہ نجاشی کے بھتیجے یا بھانجے تھے' اور ۱۰ بکیر بن شداخ لیثی اور ۱۱ ابوذر غفاری تھے'

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نگہبانی کرنے والے

غزوۂ بدر میں ۱ سعد بن معاذ رضی اللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نگہبانی فرمائی' اور غزوہ احد میں ۲ ذکوان بن عبد قیس اور ۳ محمد بن مسلمہ

انصاری نے اور غزوہ خندق میں ۴ حضرت زبیر نے اور غزوہ وادی القریٰ میں ۵ عباد بن بشیر اور ۶ سعد بن ابی وقاص اور ۷ ابی ایوب اور ۸ حضرت بلالؓ نے اور جب کہ آیت[1] و اللہ یعصمك من الناس نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سے نگہبانی اٹھادی گئی۔'

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد

۱ عمر ابن امیہ کو نجاشی کے پاس بھیجا (نجاشی ملک حبشہ کے بادشاہ کا لقب ہے) جس کا نام اصحمہ تھا' جس کے معنی عربی میں عطیہ اور بخشش کے ہیں' جس وقت نامہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نجاشی کے پاس پہنچا' نامہ اقدس دونوں آنکھوں پر رکھا اور تعظیما" تخت سے نیچے اتر گیا اور زمین پر بیٹھ گیا اور اسلام لے آیا' ۹ھ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ہی میں انتقال ہوا' جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غائبانہ نماز جنازہ ادا فرمائی۔

ف یہ غائبانہ نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت تھی امت کے لئے جائز نہیں' امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کا یہی مذہب ہے۔

اور ۲ دحیہ کلبی کو شاہ روم کے پاس جس کا نام ہرقل تھا' بھیجا اس نے دلائل سے نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تسلیم کرلی' اور اسلام لانا چاہا لیکن قوم راضی نہ ہوئی' یہ اس خوف سے کہ اگر قوم کی مرضی کے خلاف اسلام لے آیا تو سلطنت جاتی رہے گی' اسلام نہ لایا۔'

---

[1] (ترجمہ) اللہ تعالیٰ خود آپ کی حفاظت کریں گے،

اور آپؐ نے ۴ عبداللہ بن حذافہ کو پرویز کے پاس بھیجا اس بے ادب نے نامہ مبارک پارہ پارہ کر دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی اس کی بادشاہت کو پارہ پارہ کر دے گا چنانچہ بہت جلد ہی مار ڈالا گیا۔'

اور آپؐ نے حاطب بن ابی بلتعہ کو مقوقس کے پاس بھیجا (مقوقس مصر اور اسکندریہ کے بادشاہ کا لقب ہے) مقوقس نے اسلام قبول کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ماریہ قبطیہ اور شیریں کنیز پیش کیں' اور ایک خچر' سفید دلدل نامی ہدیہ بھیجا' اور ایک روایت ہے کہ ہزار دینار اور بیس کپڑے بھی ہدیہ بھیجے۔'

اور ۵ عمر بن العاص کو جیفر اور عبداللہ پسران جلندی اعمان کے بادشاہوں کے پاس بھیجا' دونوں نے اسلام قبول کیا اور عمرو کو رعایا سے زکواۃ لینے اور ان کے معاملات فیصل کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی' چنانچہ عمرو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک وہیں مقیم رہے۔'

اور ۶ سلیط بن عمرو کو ہودہ بن علی حاکم یمامہ کے پاس بھیجا اس نے حضرت سلیط کی تعظیم کی اور خدمت اقدس میں پیغام دیا کہ جس طرف آپ مجھ کو بلا رہے ہیں مبارک چیز ہے لیکن میں اپنی قوم کا خطیب اور شاعر ہوں اس لئے مجھ کو امر خلافتہ میں کچھ تصرفات عنایت کئے جائیں' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول نہ فرمایا اور یہ مسلمان بھی نہ ہوا۔'

اور ۷ شجاع ابن وہب کو شاہ بلقا حارث غسانی کی جانب روانہ فرمایا' (بلقا شام کے علاقوں میں سے ایک شہر کا نام ہے) حارث نے نامہ مبارک کی کچھ عظمت نہ کی' اور کہا کہ مع لشکر آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب روانہ ہوتا ہوں' شاہ روم نے اس کو اس حرکت سے باز رکھا۔'

اور ۸ مہاجر بن امیہ کو یمن میں حارث حمیری کی جانب روانہ فرمایا۔'

اور ۹ علاء ابن الحضرمی کو بحرین کے بادشاہ منذر بن ساوی کی جانب' یہ مسلمان ہوگیا اور ابوموسی اشعریؓ اور معاذ بن جبلؓ کو یمن کی جانب روانہ فرمایا وہاں کے بادشاہ اور رعایا بغیر جنگ و جدل کے مسلمان ہوگئے۔'

محررین آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم

چار ا تا ۴ خلیفہ رضی اللہ تعالی عنہم' اور ۵ عامر بن فہرہ اور ۶ عبداللہ بن ارقم اور ۷ ابی بن کعب اور ۸ ثابت بن قیس بن شماس اور ۹ خالد بن سعید اور ۱۰ حنظلہ بن ربیع اور ۱۱ زید بن ثابت اور ۱۲ معاویہ اور ۱۳ شرجیل بن حسنہ' یہ تیرہ محرر آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے۔'

اصحاب مخصوص آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم

وہ اصحاب کہ جو زیادہ عنایت سے مخصوص تھے وہ چاروں خلفائے راشدین اور ۵ حضرت حمزہ اور ۶ حضرت جعفر اور ۷ حضرت ابوذر اور ۸ حضرت مقداد اور ۹ حضرت سلمان اور ۱۰ حضرت حذیفہ اور ۱۱ حضرت عبداللہ بن مسعود اور ۱۲ حضرت عمار اور ۱۳ حضرت بلال رضی اللہ عنہم اجمعین تھے۔'

اسمائے عشرۂ مبشرہ

ف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مجلس میں ۱۰ صحابہ کے متعلق یہ خوشخبری دی تھی کہ وہ جنتی ہیں اس کے علاوہ بعض اور صحابہ کے لئے بھی یہ بشارت مذکور ہے مگر وہ اس مجلس میں نہ تھے اس لئے وہ اس شمار میں نہیں۔

ا تا ۴ چاروں خلفاء اور ۵ حضرت سعد بن ابی وقاص اور ۶ حضرت زبیر بن العوام' اور ۷ حضرت عبدالرحمان بن عوف اور ۸ طلحہ بن عبیداللہ اور ۹ ابو عبیدہ ابن الجراح اور ۱۰ سعید بن زید۔'

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سواریاں اور مویشی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں ۱۰دس گھوڑے تھے' اس عدد میں اختلاف بھی ہے' سکب[1] جس پر غزوہ احد میں سوار تھے اس کا رنگ کمیت تھا

---

[1] اس کا واقعہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سواء بن قیس محاربی سے ایک اونٹ خریدا سو وہ انکار کر گیا حضرت خزیمہ بن ثابت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے گواہی دی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ تم نے کیسے گواہی دی جب کہ تم خریداری کے وقت موجود نہ تھے حضرت خزیمہ نے کہا کہ آپؐ جو کچھ خدا کے یہاں سے لے کر آئے ہیں میں نے اس کی تصدیق کرلی ہے اور آپ سچ کے سوا کچھ نہیں کہتے' پس میں نے آپ کی یہ بات بھی سچ سمجھی' حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خزیمہ تنہا کی شہادت کسی معاملہ میں کافی ہے ۱۲ اسدالغابتہ'

لیکن پیشانی اور تین پاؤں سفید تھے اور ایک داہنا پاؤں ہم رنگ جسم تھا، اس کی فربہی مناسب جسم کی تھی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر گھوڑ دوڑ فرمائی اور بازی لے گئے اور مسرور ہوئے، ۲ مرتجز یہ وہی گھوڑا ہے کہ خزیمہ بن ثابت نے جس کے لئے گواہی دی تھی، ۳ لزازیہ، یہ مقوقس کے ہدایا میں سے تھا، ۴ لحیف یہ ربیعہ نے ہدیہ پیش کیا تھا، ۵ طرب جو فردہ جذامی نے پیش کیا تھا ۶ ورد جو تمیم داری رضی اللہ عنہ نے ہدیہ پیش فرمایا تھا، ۷ ضریس، ۸ ملاوح، ۹ سجہ جو یمن کے تاجروں سے خریدا تھا اور تین مرتبہ اس پر دوڑ فرمائی اور دست اقدس اس کے چہرے پر پھیرا اور ما انت الا بحر ارشاد فرمایا، اور ۱۰ بحر[1] قدمباز تیز رو گھوڑے کو کہتے ہیں۔ اور تین[2] خچر، دلدل نامی جو مقوقس کے ہدایا میں سے تھا اور یہ پہلا خچر ہے کہ اسلام میں اس پر سواری ہوئی، فضہ جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پیش فرمایا تھا، ایلیہ شاہ ایلیہ نے پیش کیا تھا،

اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی سرکار میں ایک دراز[3] گوش بھی تھا جس کا نام یعفور تھا اور گائے بھینس کا ہونا سرکار والا میں ثابت نہیں ہے۔،

اور بیس اونٹنیاں شیردار موضع غابہ میں جو مدینہ طیبہ کے قریب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت تھیں اور ایک شیردار اونٹنی سعد بن عبادہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کی تھی، جو بنی عقیل[4] کے

---

[1] دسویں گھوڑے کا نام مذکور نہیں باوجود جستجو کے بعد بھی معلوم نہیں ہوسکا ۱۲
[2] چونکہ اس سے پہلے عرب میں خچر نہ ہوتے تھے عجم سے یہ پہلا خچر عرب میں آیا تھا ۱۲
[3] دراز گوش گدھے کو کہتے ہیں، چونکہ لفظ گدھا نامعقول معنوں میں مستعمل ہوتا ہے، ترجمہ سے ادب مانع ہے
[4] قبیلہ عقیل کے اونٹ عرب میں مشہور تھے ۱۲

مویشی میں سے تھے۔'

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک قصویٰ نامی اونٹنی بھی تھی' اور اسی پر ہجرت فرمائی تھی' جس وقت وحی نازل ہوتی تھی سوائے قصویٰ کے کوئی چیز ان کا وزن برداشت نہیں کر سکتی تھی' اور قصویٰ کو عضباء اور جدعاء کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔'

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ایک اعرابی کے اونٹ کے ساتھ دوڑ گئی' اور اعرابی کا اونٹ بازی لے گیا' یہ بات مسلمانوں پر شاق گذری' حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالی نے (بمقتضائے حکمت) یہ لازم کر دیا ہے کہ دنیا میں جس چیز کو غالب کیا جاتا ہے اس کو کسی نہ کسی وقت مغلوب بھی کیا جاتا ہے۔'

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سرکار میں ۱۰۰ سو بکرے بکریاں بھی تھیں۔'

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہتھیار اور آلات

اور سردار دوجہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نو ۹ تلواریں تھیں ان میں سے ایک کا نام ذوالفقار تھا جو غزوۂ بدر میں بنی الحجاج کے مال غنیمت سے دستیاب ہوئی تھی۔'

ایک مرتبہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب دیکھا کہ اس

تلوار کے دونوں جانب کچھ دندانے پڑگئے ہیں' آپ نے تعبیر یہ لی کہ مسلمانوں کو ایک گونہ ہزیمت پیش آئے گی چنانچہ غزوۂ احد میں اس کی تعبیر واقع ہوئی۔'

اور تین تلواریں قلعی اور بتار اور حتف بنی قینقاع (ایک یہودی قبیلہ) سے مال غنیمت میں دستیاب ہوئی تھیں' اور دو تلواریں مخزم اور رسوب تھیں اور ایک تلوار جو والد ماجد سے میراث میں پائی تھی اور تلوار مسمی بہ عضب جو سعد بن عبادہ نے پیش فرمائی تھی اور ایک تلوار قضیب تھی یہ سب سے پہلی تلوار ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حمائل فرمائی اور ذات اقدس کے قبضہ میں چار قبضہ نیزے تھے جن میں سے ایک کا نام مثنیٰ تھا اور بقیہ تین نیزے بنی قینقاع سے غنیمت میں دستیاب ہوئے تھے اور ایک چھوٹا نیزہ تھا جو عیدین میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے (بغرض سترہ) کھڑا کیا جاتا تھا اور ایک لاٹھی سرکج (یعنی مڑی ہوئی موٹھ) کی ایک ہاتھ لمبی تھی اور ایک نیم عصا تھا جس کو عرجون کہا جاتا تھا اور ایک پتلی چھڑی جس کا نام ممشوق لیا جاتا تھا اور پانچ کمان اور ایک ترکش تھا اور ایک ڈھال تھی جس پر کرگس کی تصویر بنی ہوئی تھی اور بطور ہدیہ آئی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اس پر رکھدیا وہ تصویر غائب ہوگئی۔'

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نعل[1] اور قبیعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تلواروں کا چاندی کا تھا اور نعل اور قبیعہ کے درمیان بھی چند حلقے چاندی کے تھے قبیعہ وہ چیز ہے جو قبضہ تلوار کے قریب چاندی وغیرہ سے بنائی جاتی ہے اور اسی طرح نعل وہ چیز ہے جو تلوار کی باریک جانب میں چاندی

---

[1] تلوار کے قبضہ کی دونوں جانب ہاتھ کو روکنے کے لئے دو ابھرے ہوئے حصے ہوتے ہیں' اوپر کے حصہ کو نعل اور نیچے کے حصہ کو قبیعہ کہتے ہیں اور اردو میں ان کا نام مہتال اور تہتال ہے یہ حصے چاندی سونے وغیرہ سے جڑے ہوتے ہیں ۱۲

وغیرہ سے بناتے ہیں۔

اور دو زرہیں جو بنی قینقاع کے ہتھیاروں سے دستیاب ہوئی تھیں ایک کا نام سعدیہ اور دوسری کا فضہ تھا اور ایک زرہ جو غزوہ حنین میں پہنی تھی اس کا نام ذات الفضول تھا۔'

اور روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک زرہ حضرت داؤد علیہ السلام کی (جو انہوں نے جالوت کے قتل کے وقت پہنی تھی) بھی موجود تھی اور ایک خود تھا جس کا نام ذوالسبوغ لیا جاتا تھا اور ایک پٹکا چمڑے کا تھا جس میں تین کڑے چاندی کے پڑے ہوئے تھے' جھنڈا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سفید رنگ کا تھا۔'

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ترکہ

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی حسب ذیل اشیاء چھوڑیں :-

دو عدد حبرہ (حبرہ یمنی چادر کو کہتے ہیں) اور تہبند یمنی اور دو کپڑے صحاری، اور ایک کرتا صحاری، اور ایک کرتا سحولی[1] اور ایک جبہ یمنی، اور چادر منقش اور تین چار کوفیہ یعنی چھوٹی پست ٹوپیاں اور ایک لحاف ورس[2] کا رنگا ہوا۔،

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک چمڑے کی تھیلی تھی جس میں آئینہ اور ہاتھی دانت کا کنگھا اور سرمہ دانی اور قینچی اور مسواک رکھا کرتے تھے اور بچھونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چمڑے کا تھا جس میں درخت کھجور کا گودا بھرا ہوا تھا۔،

اور ایک پیالہ تھا جس میں تین پترے چاندی کے لگے ہوئے تھے، اور ایک پیالہ پتھر کا تھا اور ایک برتن کانسی کا تھا جس میں مہندی اور وسمہ بناتے تھے اور اس کو سراقدس پر رکھ لیتے تھے، جس سے مہندی اور وسمہ جلد رنگ چھوڑ دیتے تھے اور ایک کانچ کا پیالہ بھی تھا اور برتن کانسی[3] کا غسل کے لئے تھا اور ایک[4] بادیا تھا اور ایک پیمانہ بھی تھا، اور ایک (برتن) چوتھائی صاع کا

---

[1] سحول یمن کے علاقہ میں ایک مقام ہے ۱۲
[2] ایک یمنی گھاس ہے جس سے کپڑے رنگے جاتے ہیں ۱۲
[3] اصل کتاب میں آوند کا لفظ ہے جس کے معنی برتن کے ہیں، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ برتن مثل بالٹی یا ٹب کے بڑا تھا۔
[4] بادیا بڑے پیالے کو کہتے ہیں ۱۲

جس سے صدقہ فطر ناپ کر دیا کرتے تھے' اور انگوٹھی چاندی جس کا نگینہ بھی چاندی ہی کا تھا اور جس پر محمد رسول اللہ کندہ تھا موجود تھی اور ایک روایت ہے کہ انگوٹھی لوہے کی تھی اور نگینہ چاندی سے جوڑا گیا تھا۔'

اور نجاشی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دوموزے سادہ پیش کئے تھے حضورؐ ان کو استعمال فرماتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سیاہ کمبل تھا اور ایک عمامہ یعنی دوپٹہ تھا جس کا نام سحاب لیا جاتا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس علاوہ استعمالی کپڑوں کے دو اور کپڑے بھی تھے جو نماز جمعہ میں استعمال فرماتے تھے اور ایک رومال تھا جس سے بعد وضو روئے انور پونچھتے تھے۔'

معجزات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سب سے بڑا معجزہ قرآن مجید ہے' کوئی شخص قرآن کی ایک سورۃ کے مصداق پر قادر نہیں' جس میں صحیح حالات گذشتہ اور آئندہ کے بیان کئے گئے ہیں'

اور ایک ۲ شق صدر کا معجزہ ہے جس میں ملائکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بچپنے کے زمانہ میں سینہ مبارک کو شق کر کے ایمان اور علم سے مالا مال کیا۔'

اور ایک ۳ معجزہ[1] معراج کا ہے کہ جب آپ نے معراج اور بیت المقدس تشریف لے جانے کو ظاہر فرمایا تو کفار نے تکذیب کی' اور بیت المقدس کے بعض ان مقامات کو جن پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے توجہ نہ فرمائی تھی استفسار کئے ۔ اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر منکشف فرمادیا اور جو کچھ وہ سوال کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحیح صحیح اظہار فرماتے تھے'

اور ایک ۴ معجزہ[2] شق القمر ہے اور ایک معجزہ ۵ یہ ہے کہ قریش نے آپس میں عہد کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کردیں لیکن جس وقت حضورؐ برآمد ہوئے سب کی نظریں جھینپ گئیں اور گردنیں جھک گئیں' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آگے تشریف لائے اور ان کے سر پر کھڑے ہوکر ایک مٹھی خاک کی اٹھائی اور شَاهَتِ[3] الْوُجُوْهُ فرما کر پھینک دی جس جس شخص پر ان سنگریزوں کا اثر پہنچا وہ غزوہ بدر میں ہلاک ہوا'

اور ایک ۶ معجزہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ حنین میں ایک مٹھی خاک دشمنوں پر پھینک دی اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کو ہزیمت نصیب فرمائی اور ایک ۷ معجزہ یہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غار[4] میں

---

[1] اصل کتاب میں لفظ اسریٰ ذکر کیا ہے جس کے معنی رات کو راستہ چلنے کے ہیں' چونکہ معراج میں رات ہی کو راستہ طے کیا گیا تھا اس لئے معراج ترجمہ کیا گیا ۱۲

[2] ایک مرتبہ کفار نے رات کے وقت آنحضرت صلی علیہ وسلم سے معجزہ طلب کیا تو آپ نے انگشت شہادت سے اشارہ فرمایا چاند کے بیچ سے دو حصے ہوگئے ۱۲

[3] معنی اس کے یہ ہیں بگڑ گئے چہرے ۱۲

[4] مراد غار حرا ہے جس میں ہجرت کے وقت حضور نے قیام فرمایا تھا ۱۲

جاکر چھپے تو مکڑی نے غار کے منہ پر جالا تن دیا جس سے یہ معلوم ہوا کہ غار کے اندر کوئی نہیں ہے '

اور ایک ۸ معجزہ یہ ہے کہ ہجرت کے وقت سراقہ بن مالک نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تعاقب کرنا چاہا تو اس کے گھوڑے کے پاؤں سخت زمین میں دھنس گئے۔'

اور ایک ۹ معجزہ یہ ہے کہ ہرنی کا ایک بچہ جو ابھی تک جوان نہیں ہوا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی، پشت پر دست مبارک پھیرنے سے دودھ دینے لگا اور ایسے ہی .۱ ام معبد کی بکری نے دودھ دیا حالانکہ وہ دودھ دینے کے قابل نہ تھی '

اور ایک معجزہ ۱۱ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اسلام لے آئیں اور رونق اسلام بنیں چنانچہ ایسا ہی ہوا'

اور ایک معجزہ ۱۲ یہ ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی چشم مبارک آشوب کر رہی تھیں آپؐ نے لعاب دہن مبارک ان کی آنکھ میں ڈالدیا اور دعا کی کہ اللہ تعالی سردی اور گرمی کا اثر ان کی آنکھ سے دور کرے فوراً شفا پائی اور پھر کبھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو آشوب چشم کی تکلیف پیش نہیں آئی۔

اور ایک معجزہ ۱۳ یہ ہے کہ قتادہ ابن النعمان کی آنکھ میں زخم پہنچا اور آنکھ نکل کر رخسار پر آگئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آنکھ کو اس کی جگہ پر رکھدیا اور وہ آنکھ دوسری آنکھ سے زیادہ خوب صورت اور روشن بن گئی۔'

اور ایک معجزہ ۱۴ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ

بن عباس رضی اللہ عنہ کے لئے دعا فرمائی کہ اللہ تعالی ان کو بہترین قرآن دانی اور فہم دین عطا فرمائے پس یہ بات ان کو حاصل ہوگئی '

اور ایک معجزہ ۱۵ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی کھجوروں کے لئے جو نہایت قلیل مقدار میں تھیں برکت کی دعا فرمائی چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے مدارات مہماناں کی (پھر بھی) تیرہ دسق باقی رہ گئیں۔

اور ایک معجزہ ۱۶ یہ ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا اونٹ جو سب سے پیچھے رہتا تھا آپ ؐ کی دعا سے سب سے آگے چلنے لگا۔'

اور ایک معجزہ ۱۷ یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے لئے طویل عمر اور کثرت مال و اولاد کی دعا فرمائی چنانچہ ایسا ہی ہوا'

اور ایک معجزہ ۱۸ یہ ہے کہ بارش کے لئے دعا فرمائی اور برابر ایک ہفتہ بارش [۱] ہوتی رہی' پھر رفع بارش کے لئے دعا فرمائی فوراً بارش [۲] موقوف ہوگئی'

اور ایک معجزہ ۱۹ یہ ہے کہ عتبہ بن ابی لہب کی ہلاکت کے لئے آپ ؐ نے دعا فرمائی اس کو مقام زرقا علاقہ شام میں شیر نے ہلاک کر دیا'۔

اور ایک معجزہ ۲۰ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی کو دعوت اسلام دی' اعرابی نے کہا جو کچھ آپ فرماتے ہیں اس پر کوئی گواہ بھی

---

[۱] جمعہ کے خطبے میں دعا فرمائی تھی اور اس وقت بہ مقدار کف دست بھی ابر آسمان پر موجود نہ تھا ۱۲

[۲] حالانکہ ایک ہتھیلی کے برابر آسمان نظر نہ آتا تھا ۱۲

ہے آپؐ نے فرمایا کہ ہاں یہ درخت گواہ ہے، پس درخت کو بلایا، درخت سامنے آیا اور تین مرتبہ گواہی دے کر واپس چلا گیا،

ایک معجزہ ۲۱ یہ ہے کہ دو درختوں کو آپؐ نے حکم دیا کہ اکٹھے ہو جائیں، پس جمع ہو گئے،

اور ایک معجزہ ۲۲ یہ ہے کہ ایک مرتبہ قضائے حاجت کی ضرورت ہوئی آپؐ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ کھجور کے چند درختوں سے کہہ دو کہ وہ جمع ہو جائیں انہوں نے درختوں سے جاکر کہا تو وہ جمع ہو گئے اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت سے فارغ ہو گئے تو فرمایا کہ ان درختوں سے کہہ دو اپنی جگہ پر واپس چلے جائیں چنانچہ درخت اپنی اپنی جگہ واپس چلے گئے۔

اور ایک معجزہ ۲۳ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں تھے کہ ایک درخت زمین کو چیرتا پھاڑتا حضورؐ کے قریب آکر کھڑا ہو گیا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے اصحاب نے واقعہ عرض خدمت کیا ارشاد فرمایا کہ اس درخت نے اللہ تعالیٰ سے میرے سلام کی اجازت چاہی تھی اور اللہ تعالیٰ نے اجازت عطا فرمادی تھی۔،

اور ایک معجزہ ۲۴ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عطائے نبوت کی شب میں پتھروں اور درختوں نے السلام علیک یارسول اللہ کہہ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجا،

اور ایک معجزہ ۲۵ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ کے لئے

جب ایک منبر بنا دیا گیا تو جس ستون[1] سے آپؐ تکیہ لگا کر پہلے خطبہ دیا کرتے تھے اس ستون سے گریہ و بکاء کی آواز سنی گئی'

اور ایک معجزہ ۲۶ یہ ہے کہ کنکریوں نے آپؐ کے دست مبارک میں تسبیح پڑھی اور کھانے نے بھی تسبیح پڑھی'

اور ایک معجزہ ۲۷ یہ ہے کہ کفار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک بکری کے گوشت میں زہر ملایا' اس گوشت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زہر کی خبر دی'

اور ایک معجزہ ۲۸ یہ ہے کہ ایک اونٹ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ اس کے مالک اس کو گھاس کم دیتے ہیں اور کام زیادہ لیتے ہیں'

اور ایک معجزہ ۲۹ یہ ہے کہ ایک ہرنی نے جو مقید تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ حضورؐ مجھ کو آزاد کر دیں اور میں بچہ کو دودھ پلا کر واپس آجاؤں گی' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو آزاد کر دیا' اس نے کلمہ شہادت اشہد ان لاالٰہ الا اللہ و اشہد ان محمد الرسول اللہ پڑھا'

اور ایک معجزہ ۳۰ یہ ہے کہ غزوہ بدر میں آپؐ نے خبر دی کہ فلاں کافر اس جگہ مارا جائے گا اور فلاں اس جگہ' پس کوئی شخص معینہ جگہ سے متجاوز نہ ہوا اور اسی جگہ مارا گیا'

اور ایک معجزہ ۳۱ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ ایک جماعت حضورؐ کی امت میں سے دریا میں کفار سے جنگ کرے گی اور ام حرام

---

[1] یہ ستون کھجور کے تنہ کا تھا اور اس کا نام حنانہ تھا' حنانہ گریہ وزاری کرنے والے کو کہتے ہیں' اور یہ نام بھی اسی صفت کی وجہ سے تھا ۱۲

اسی جماعت میں ہوں گی' چنانچہ ایسا ہی ہوا'

اور ایک معجزہ ۳۲ یہ ہے کہ آپؐ نے خبر دی کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو سخت بلاو آزمائش پیش آئے گی؛ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اسی بلا میں شہید ہوئے'

اور ایک معجزہ ۳۳ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو فرمایا کہ میرے بعد تم کو یہ چیز پیش آئے گی کہ دوسرے لوگوں کو تم پر ترجیح دیں گے چنانچہ یہ صورت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں پیش آئی'

اور ایک معجزہ ۳۴ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے حق میں فرمایا کہ یہ میرا بچہ سید ہے اور عنقریب وہ دو مسلمان جماعتوں میں صلح کرائے گا' چنانچہ ایسا ہی ہوا'

اور ایک معجزہ ۳۵ یہ ہے کہ جس رات اسود عنسی کذاب (مدعی نبوت) صنعاء شہر میں جو یمن کے علاقہ میں ہے مارا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل اور اس کے قاتل کی صحیح اطلاع دی'

اور ایک معجزہ ۳۶ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت بن قیس کے لئے فرمایا یعیش حمیدا و یقتل شھیدا یعنی زندگی عیش سے گذاریں گے اور شہید مارے جائیں گے' چنانچہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے'

اور ایک معجزہ ۳۷ یہ ہے کہ ایک شخص مرتد ہو گیا اور کفار میں مل گیا' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے انتقال کی خبر پہنچی' ارشاد فرمایا کہ زمین اس کو قبول نہ کرے گی چنانچہ ہر دفعہ اس کو دفن کرتے تھے اور زمین اس کو باہر ڈال دیتی تھی۔

اور ایک معجزہ ۳۸ یہ ہے کہ ایک شخص بائیں ہاتھ سے کھانا کھا رہا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ داہنے ہاتھ سے کھاؤ اس نے بہانہ[1] کیا کہ میں داہنے ہاتھ سے نہیں کھا سکتا آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ تجھ کو توفیق ہی نہ ہو' اس کے بعد وہ اپنا داہنا ہاتھ منہ تک نہ لے جا سکا'

اور ایک معجزہ ۳۹ یہ ہے کہ فتح مکہ کے دن جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد الحرام میں داخل ہوئے' ان بتوں پر کہ جو حوالی کعبہ میں معلق تھے ایک لکڑی سے جو دست اقدس میں تھی اشارہ کرتے جاتے تھے اور زبان مبارک سے[2] جاء الحق و زھق الباطل فرماتے جاتے تھے اور وہ بت گرتے جاتے تھے'

اور ایک معجزہ ۴۰ زمان بن عضوبہ کا واقعہ ہے جس کا قصہ اس طرح ہے کہ اس نے ایک بت کے اندر سے چند کلمات سنے جن کا ترجمہ یہ ہے کہ (اے قبیلہ زمان سنو کہ تم خوش ہو گے ایک بڑی خیر ظاہر ہوئی اور بڑا شر چھپ گیا' قبیلہ مضر سے ایک نبی اللہ کا دین لے کر معبوث ہوئے' پس تم کو چاہئے کہ گھڑے ہوئے پتھروں (بتوں) کو چھوڑ دو تاکہ جہنم کی آگ سے محفوظ رہو) اور دوسری مرتبہ کلمات سنے (میری سنو' میری سنو' تم ایسی خبر سنو گے جس سے جاہل رہنا مناسب نہیں یہ ایک نبی مرسل ہیں جو وحی منزل لے کر آئے ہیں' تم ان پر ایمان لاؤ' تاکہ تم بھڑکنے والی آگ سے بچے رہو' جس کے انگارے پتھروں کے ہیں) اس واقعہ سے وہ اسلام لانے پر مجبور ہو گئے'

اور ایک معجزہ ۴۱ سواد بن قارب کا قصہ ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ یہ

---

[1] یعنی عذر کیا کہ میرے داہنے ہاتھ میں کچھ تکلیف وغیرہ ہے ۱۲
[2] یعنی حق آیا اور باطل دور ہو گیا ۱۲

شخص زمانہ جاہلیت میں کاہن[1] تھا' اور واقعات مستقبلہ کی جنات اس کو اطلاع دیا کرتے تھے' ایک جن تین رات برابر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی خبر دیتا رہا' کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ضروری ہے اس خبر کے موافق وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر مسلمان ہوئے'

اور ایک معجزہ ۴۲ یہ ہے کہ ایک سوسمار[2] نے حضورؐ کی نبوت کی گواہی دی'

اور ایک معجزہ ۴۳ یہ ہے کہ غزوہ خندق میں ایک صاع جو سے ہزار آدمیوں کو خوب پیٹ بھر کر کھانا کھلادیا اور کھانا پہلی اصلی مقدار سے زیادہ بچ رہا'

اور ایک معجزہ ۴۴ یہ ہے کہ ایک مرتبہ رسد ختم ہوگئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ رسد باقی تھی اس کو جمع فرمایا' اور اس میں برکت کی دعا فرمائی اور اس کو لشکر میں تقسیم فرمایا تمام لشکر کو کافی ہوگئی'

اور ایک معجزہ ۴۵ یہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایک مٹھی کھجوریں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ان کھجوروں میں برکت کی دعا فرمایئے' آپؐ نے دعا فرمائی' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کو ایک تھیلی میں رکھدیا جس قدر میں ان میں سے خرچ کرتا تھا ختم نہیں ہوتی تھیں' بہت سی مقدار راہ خدا میں خرچ کی اور ہمیشہ اسی میں سے خود کھاتا اور دوسروں کو کھلاتا تھا' حضرت

---

[1] کاہن' جادوگر' نجومی' غیب کی باتوں کا بتانے والا ۱۲
[2] سوسمار گوہ اور نیولے کو کہتے ہیں ۱۲

عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت تک یہ برکت[1] موجود رہی، آپ کے بعد جاتی رہی،

اور ایک معجزہ ۴۶ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل صفہ[2] کی ایک پیالہ ثرید[3] سے دعوت کی، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بار بار سامنے آتا تھا کہ مجھ کو بھی بلالیں، جب وہ جماعت رخصت ہوگئی تو اس پیالے میں کچھ باقی نہیں تھا البتہ کچھ کناروں پر لگا ہوا رہ گیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جمع فرمایا تو وہ اک لقمہ ہوا، اس کو انگشتان مبارک پر رکھ کر فرمایا کہ خدا کے نام کی برکت سے کھاؤ، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم میں اس سے سیر ہوگیا،

اور ایک معجزہ ۴۷ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انگشتان مبارک سے پانی کا چشمہ جاری ہوگیا، چودہ سو آدمیوں نے وہ پانی پیا اور اس سے وضو وغیرہ کیا،

اور ایک معجزہ ۴۸ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک پیالہ لایا گیا جس میں کسی قدر پانی تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ اس میں انگشتان مبارک ڈالیں لیکن اس پیالہ میں نہ سما سکیں پس چار انگلیاں

---

[1] اس تھیلی کے متعلق خود حضرت ابو ہریرہؓ کا ایک شعر ہے جو حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کے وقت آپ نے فرمایا ( ) للناس هم ولي همّان فقد الجراب و قتل الشيخ عثمان یعنی آج سب لوگوں کو ایک غم ہے اور مجھے دو غم ایک تھیلی کا گم ہونا دوسرے عثمان غنی کا قتل، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تھیلی خود ہی گم ہوگئی تھی نہ یہ کہ اس کی برکت ختم ہوگئی واللہ اعلم ۱۲

[2] اہل صفہ غریب مسلمانوں کی وہ جماعت ہے جو مسجد نبوی میں مقیم تھی اور جن کے پاس رہنے کے لئے مکانات نہ تھے ۱۲

[3] ثرید عربی زبان میں شوربے میں نان کے بھیگے ہوئے ٹکڑوں کو کہتے ہیں ۱۲

اس میں رکھ کر اصحاب کو بلایا' چنانچہ ستر ۷۰' اسی ۸۰ آدمیوں نے وضو کرلیا'

اور ایک معجزہ ۴۹ یہ ہے کہ غزوہ تبوک میں تیس ہزار آدمیوں کا لشکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا اور پیاس کی شکایت حضورؐ کی خدمت میں کی' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر اس قدر پانی پر ہوا جو ایک شخص کے لئے کافی ہو سکتا تھا' آپؐ نے ترکش سے ایک تیر مرحمت فرمایا اور حکم دیا کہ اس تیر کو اس پانی میں ڈالکر ہلائیں جلائیں' پانی نے ہلانے جلانے سے اس قدر جوش مارا کہ تیس ہزار آدمیوں کا لشکر سیراب ہو گیا'

اور ایک معجزہ ۵۰ یہ ہے کہ ایک قوم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر شکایت کی کہ پانی ان کے کنویں کا کھاری ہے' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب کی جماعت کے ساتھ اس کنویں پر تشریف لے گئے اور کنویں پر کھڑے ہوکر لعاب مبارک اس کنویں میں ڈال دیا اس کنویں سے آب شیریں اس قدر جاری ہوا کہ جس قدر نکالا جاتا تھا کم نہ ہوتا تھا'

اور ایک معجزہ ۵۱ یہ ہے کہ ایک عورت اپنے خورد سال بچہ کو جو گنجا تھا لے کر حاضر ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سر پر ہاتھ پھیر دیا' اس کا سر درست ہو گیا اور اس کی بیماری جاتی رہی اہل یمامہ نے یہ واقعہ سنا تو ان میں سے ایک عورت اپنے (تندرست) بچے کو لے کر مسیلمہ کذاب[1] کے پاس پہنچی اس نے اس کے سر پر ہاتھ پھیر دیا تو وہ گنجا ہو گیا اور یہ بیماری اس کی نسل میں باقی رہی'

اور ایک معجزہ ۵۲ یہ ہے کہ حضرت عکاسہ کی تلوار غزوۂ بدر میں ٹوٹ گئی

---

[1] مسیلمہ عرب میں ایک شخص تھا جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دعویٰ نبوت کیا تھا ۱۲

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لکڑی ان کو عطا فرمادی وہ لکڑی تلوار بن گئی اور ان کے پاس رہی'

اور ایک معجزہ ۵۳ یہ ہے کہ غزوۂ خندق میں ایک سخت پتھروں کی چٹان خندق کھودتے ہوئے بر آمد ہوئی' صحابہ رضی اللہ عنہم نے ہرچند کوشش کی اور کدالیں چلائیں مگر وہ ٹوٹ نہ سکی دست مبارک کے ایک ہی وار سے پاش پاش ہوگئی، صلی اللہ علیہ وسلم'

اور ایک معجزہ ۵۴ یہ ہے کہ حضرت ابی رافع رضی اللہ عنہ کا پاؤں ٹوٹا ہوا تھا آپؐ نے اس پر دست مبارک پھیر دیا' ان کا پاؤں درست ہوگیا اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ کبھی اس میں کوئی عیب ہی نہ تھا'

معجزات حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قدر ہیں کہ وہ کتاب یا کسی دفتر میں سمانے کی گنجائش نہیں رکھتے۔'

ذکر وفات شریف

بارھویں ربیع الاول پیر کے دن دوپہر کے وقت تریسٹھ سال کی عمر میں آفتاب رسالتؐ غروب ہوگیا' (انا للہ وانا الیہ راجعون)

اس کے علاوہ بھی روایات ہیں جن میں دوسری تاریخوں کا ذکر ہے' آپؐ چودہ روز تک بیمار رہے اور وفات کے تیسرے روز چہار شنبہ (بدھ) کو مدفون فرمائے گئے، نزع مبارک کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک پانی کا پیالہ تھا' اس میں دست مبارک ڈال ڈال کر روئے انور تر فرمارہے تھے اور زبان مبارک سے اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی سَکَرَاتِ الْموْتِ (یعنی اے اللہ

موت کی مشقت ہیں میری امداد فرما) فرماتے جاتے تھے اور جب روح مبارک مقبوض ہوگئی حاضرین نے جسد مبارک کو چادر یمنی سے ڈھانپ دیا' ایک روایت ہے کہ یہ چادر فرشتوں نے ڈالی تھی'

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اس موقع پر بعض اصحاب انتہائی غم کی وجہ سے اس قدر بے خود تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا یقین ہی نہ آتا تھا' اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ گونگے ہوگئے' اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ دم بخود کھڑے کے کھڑے رہ گئے' جملہ اصحاب میں سے کوئی شخص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے زیادہ ثابت قدم نہیں رہا

وفات کے بعد لوگوں نے حجرۂ مبارک کے دروازے سے ایک آواز سنی' کہ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل نہ دیا جائے' اس لئے کہ آپ طاہر ہیں اور مطہر ہیں) اس کے بعد آواز آئی کہ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل ضرور دیا جائے اور پہلی آواز شیطان رجیم نے دی تھی اور میں خضر ہوں) اور خضر علیہ السلام نے اصحاب سے تعزیت ان الفاظ سے کی ان في خلق اللہ عزاء من كل مصيبة و خلفا من كل هالك و دركا من كل ذائب فباللہ فثقوا و اليه فارجعوا فان المصاب من حرم الثواب، جس کے معنی یہ ہیں کہ "اللہ تعالیٰ ہر مصیبت کا دلاسا ہیں اور ہر مرنے والے کا عوض اور بدلہ ہیں خدا پر بھروسہ کرو' اور اسی کی طرف رجوع کرو' اور حقیقت میں مصیبت زدہ وہ شخص ہے جو ثواب سے محروم ہوجائے"

اصحاب کرام رضی اللہ عنہم میں اس بات پر اختلاف ہوا کہ آیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جسم مبارک کے کپڑوں میں ہی غسل دیا جائے یا ان کپڑوں کو نکال دیا جائے خدائے برتر نے ان پر نیند کا غلبہ فرمادیا اور کہنے والے نے

(جس کو انہوں نے نہیں پہچانا کہ وہ کون تھا) کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے پہنے ہوئے کپڑوں میں ہی غسل دیا جائے ' اس کے بعد سب بیدار ہوگئے اور ایسا ہی کیا گیا '

اور متولی غسل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور دو فرزند عباس رضی اللہ عنہ یعنی حضرت فضل اور قثم رضی اللہ عنہما اور دو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام شقران اور اسامہ رضی اللہ عنہما تھے ' اور اوس انصاری رضی اللہ عنہ بھی وہاں موجود تھے ' حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جس وقت شکم انور پر ہاتھ پھیرا تو کوئی شے خارج نہ ہوئی ' اس وقت فرمایا صلی اللہ علیك لقد طبت حیا و میتا یعنی آپ پر اللہ کی رحمت کہ آپ موت اور زندگی (دونوں حالتوں میں) پاک وصاف ہیں ۔

اور جسد انور کو تین سحولی (جو علاقہ یمن میں ایک گاؤں ہے) چادروں میں کفنایا گیا ' جس میں کفنی اور عمامہ نہ تھا اور کوئی کپڑا سلا ہوا نہ تھا اور نماز باجماعت ادا نہ کی گئی بلکہ تنہا تنہا[1] ہر شخص نے ادا کی ' اور قبر مبارک میں چادر سرخ[2] حضرت شقران نے بچھائی جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حیات مبارک میں اوڑھا کرتے تھے اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لحد کھودی گئی جس کو نو عدد خام اینٹوں سے پاٹا گیا ' لحد اور شق کھودنے کے معاملہ میں صحابہ رضی اللہ عنہم میں اختلاف تھا کوئی شق کے اور کوئی بغلی کے لئے کہتا تھا ' آخر اس پر اتفاق ہوگیا کہ پہلے جو شخص بھی یعنی شق بنانے والا یا بغلی

---

[1] یہ بھی خصوصیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی ' اور اس لئے کہ کوئی شخص اپنے کو امامت کا اہل تصور نہ کرتا تھا ۱۲

[2] اصل کتاب میں لفظ قطیفہ ہے جس کے معنی موٹی چادر کے لکھے ہیں ۱۲ اصح السیر صفحہ ۵۵۰ جلد اول '

کھودنے والا آجائے وہی رکھی جائے' چنانچہ پہلے بغلی کھودنے والا پہنچا اور بغلی ہی کھودی گئی' اور قبر مبارک حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرۂ مبارک میں بنائی گئی'

حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما بھی یہیں سپرد خاک ہیں'

وصلي الله تعالي علي سيدنا محمد و آله و اصحابه وسلم

عاقل [1] کی التجا ہے فنافی الرسول ہوں
اے بحر فیض لے خبر اپنے حباب کی
یارب ہو خاتمہ مرا حضرت کے نام پر
بس یہ اخیر فصل ہے میری کتاب کی

---

[1] یہ دونوں شعر حضرت محسن کاکوروی کے ہیں'